تواریخ نامہ

۱۳۱۳ھ

جو سچ پوچھو تو یہ تاریخی اسم باسمیٰ کرامت یا الہام ہے۔ اور تواریخ جانگدازی ۱۳۱۳
و تاریخ اہل اللہ بھی اسکا تاریخی نام ہے کیونکر نہو کہ اس مجموعے میں غوث الملۃ ۱۳۱۳
والدین قطب الارشاد و التلقین مرشد الانام حجۃ الاسلام درویش کامل
فقیر صاحب اے سر آمد اولیای کاملین سر خیل عرفای واصلین حضرت
[…]نلی جمن علیہ الرحمۃ والرضوان کے تواریخ وصال و سنوات
[…] اور قصائد مدحیہ و قطعات تاریخیہ مزبور ہین

[…]طبوعہ اصح المطابع محمود نگر
فی جلد ۲
لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفٰی بِاَوَّلِ الْاِرَادَۃِ وَاٰخِرِ الْاَسْبَابِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی بِبِدَایَۃِ الْاِخْلَاصِ وَنِہَایَۃِ الْاٰدَابِ

بعد اسکے یہ بندۂ راجی رحمتِ رحمٰن احمد میان سجادہ نشین بارگاہ مستفیضان عالی شان صاحبُ الشریعتِ والطریقتِ والعرفان حضرت والدنا الاعظم واستاذنا الاکرم ومرشدنا الافخم مولانا شاہ فضل رحمٰن نور اللہ مرقدہ بنورِ الفضل والاحسان عرض رسان ہی کہ حضرت والدِ ماجد ممدوح بالقابہ نے بکمالِ شفقتِ پدری ظاہر و باطن کا علم مجھے سکھایا اور شریعت کے وسیع الفضا میدان مین سلوکِ طریقت کا سیدھا راستا بتایا اور حینِ حیات مین مجھے اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور جب وصال کا وقت آیا تو دنیا سے عالمِ آخرت کی طرف انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ چونکہ آپ کے مریدین اور معتقدین اطرا…

ہزارون بلکہ لاکھون موجود ہین اور اکثر ان مین سے جو د…

مین فائق ہین انھون نے فقیر کے پاس حضرت قبلۂ عالم کے و…

قصائدِ مدحیہ و قطعاتِ تاریخیہ بھیجے اور بہت سے اخبار و…

وہ بھی بعض کو پونہچے اور اکثر ناظرین اور شائقین مراث…

سے محروم رہے یہانتک کہ فقیر کے پاس انکے طلب اور شوق مین کثرت سے خطوط آنے لگے
چنانچہ محبی مخلصی طالبِ خدا شناسی مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی نے
اس مجموعے کو چھپوا کر شائع کرنے کے لیے دو تین خط میرے پاس بھیجے اور غالبانہ
اپنی فرطِ محبت و حسنِ عقیدت سے حضرت قبلۂ عالم کے وصال کی عربی فارسی
اُردو مین کثیر الاشعار دس تاریخین لکھکر ارسال کین ناچار قصائد اور تواریخ کے
جملہ کاغذات جو میرے پاس تھے مع تواریخ عشرۂ مذکورہ کے فقیر نے انکے پاس
بھیجدیے کہ تمام تواریخ اور قصائد اور مراثی کو جلدی سے مرتب اور صحیح کر کے
عمدہ طور سے خوشخط چھپوا دینے کے یہی مستحق اور اہل سمجھے گئے۔ اگرچہ مسترشدین
اور معتقدین کے شوق دلانے اور بار بار اصرار کرنے سے حضرت قبلۂ عالم کے سوانح عمری
کا ملفوظ شریف (جسمین اس خاندان فضل رحمانی کے اوراد و اذکار معمولہ اور تعلیم علم
سلوک کے طریقے اور تصفیۂ باطن کے احکام اور مریدون کے ہدایات و دیگر احوال
علالت تا دمِ رحلت) بہت شرح و بسط سے لکھنے کا ارادہ تھا لیکن فی الحال اپنی
علالت کے ضعف و نقاہت اور نیز قلتِ فرصت نے اسکی اجازت نہ دی انشاء اللہ تعالی
بشرطِ حصولِ صحت و فرصت اِس جامعیت کا ملفوظ لکھونگا اور اسی وجہ سے
عجلت مین حضور قبلۂ مریدان و کعبۂ معتقدان کی علالت اور رحلت کا حال
تفصیلی کجا علی سبیل الاجمال بھی لکھ نہ سکا تاآن ربیع الاول کی دوسری
تاریخ سے تا ۲۹۔ ربیع الآخر کسی قدر روزانہ کیفیت محبی و مخلصی مولوی محمد عبد الغفار
صاحب ساکن اسیون ضلع اُناؤ نے نہایت تحقیق سے راست راست
بے کم و کاست لکھی ہی انشاء اللہ تعالی وہ رسالہ بھی عنقریب اسی مطبع
اصح المطابع سے چھپکر شائع ہوگا حضرت قبلۂ عالم کی بیماری زکام اور بخار سے
انتقال کے مہینے روز پہلے شروع ہوئی اور اِس درمیان مین آپکو کسی روز صحت

بھی ہو جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی طرح بیمار نہین اگرچہ ابتدا مین خفیف حرارت کے
ساتھ کچھ آمد زکام کی سی معلوم ہوتی تھی لیکن بظاہر اسکا کچھ اثر نہ تھا صرف پیاس کی
شدت تھی دن بھر مین خلاف معمول کئی مرتبہ پانی نوش فرماتے تھے ۷۔ ربیع الاول سے آواز کی
گرفتگی مین زیادتی ہونے لگی جب بلغم نکلتا تو آپ فرماتے کہ دیکھو یہ بلا پیٹ سے نکلتی ہی اور ضعف و
نقاہت کو بھی روزانہ ترقی تھی کہ غذا بہت کم ہو گئی تھی مگر باینہمہ ضعف و ناتوانی اور کبھی کبھی بلکیں
مین حرارت ہو جانے کے اتباع سنت اور پابندی شریعت کا وہی اہتمام تھا اور ہمیشہ اول وقت و بہ
تازہ وضو کر کے نماز ادا فرماتے اور بڑے ذوق و شوق سے حدیث شریف کا درس دیتے
سبحان اللہ بیماری کی حالت مین بھی کلام الٰہی اور حدیث نبوی کے سننے پر ہزار جان سے شیدا اور فدا
تھے اور ہمہ تن گوش ہو جاتے ؎

بست دل از شہر جان در شکن ہو حدیث	ہست محراب نماز خم ابروے حدیث

اور ۸۔ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فضائل بیان کیے آپنے اس شعر کو دو مرتبہ پڑھا ؎

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو	ٹھیرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

اسوقت حاضرین کی عجب کیفیت تھی کہ دلگدازی سے سب پر ایک حالت رقت طاری تھی بعد اسکے
آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

بندۂ عیب دار کس نخرد	با ہزاران گنہ خرید مرا

آپ روئے اور عجیب کیف کی حالت تھی کہ بیان مین نہین آتی ؎ بشنو از دل اہل دل را وجد و حال
قط لما یبدہ من قیل و قال اور آج سے محویت کی کیفیت اور استغراق کی حالت بڑھتی جاتی تھی
کہ بسا اوقات حضور قبلۂ عالم اپنے ہر وقت کے حاضر باش خادمونکو بھی نہین پہچانتے تھے آپ کے
معمولات سے تھا کہ بعد نماز ظہر عرائض سنا کرتے تھے فرمایا کہ آج بہت خطوط ہین آپنے اونپر دم کر دیا اور
فرمایا کہ خدا سب کا کام پورا کرے آمین۔ اور ۹۔ ربیع الاول کو آپنے فرمایا کہ اللہ پاک اپنے خاص بندونکو
بہت پیار کرتے ہین جب وہ تکلیف و مصیبت مین صبر کرتے ہین تو ملائکہ سے خطاب ہوتا ہی کہ دیکھو
میرے بندے کیسے صابر و شاکر ہین تم گواہ رہو کہ ہمنے انکو بخش دیا۔ بارھوین تاریخ تک تو یہی ضعف
کی یہی کیفیت رہی جو کوئی پوچھتا کہ حضور کا مزاج کیسا ہی تو فرماتے الحمد للہ اچھا ہون صرف ضعف ہی

کبھی حضرت شاہ آفاق پیر و مرشد اور اولیاء اللہ کا ذکر فرماتے اور کہتے

ای غلامِ فاق شیرینِ استان
بازگو از بے نشان من نشان
صرف و نحو و منطقم را سوختی
آتشِ عشقِ خدا افروختی

۱۵- ربیع الاول یوم جمعہ کو شدت ضعف و حرارت کے سبب مسجد نجا سکے نماز ظہر یہین پڑھی اور مجھے فرمایا کہ بیٹا تمھاری ذات سے سب کو فیض پونہچیگا اور سب کام جاری رہین گے مین تمکو سب باتون کی اجازت دیتا ہون اور بہت سی باتین اسرار علم سلوک کی فرمائین یہ بھی پیشین گوئی تھی بلکہ درحقیقت سجادہ نشینی اور قائم مقامی کا مضمون تھا اور جب حرارت کا اشتداد ہوتا اور زیادہ الجھن ہوتی تو اکثر فرماتے مین کیا کرون اور ۱۶- ربیع الاول سے آخر وقت تک یہ شعر حضور کے ورد زبان تھا ؎

فَسَهِّلْ یَا اِلٰهِیْ كُلَّ صَعْبٍ
بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَهِّلْ

اور بیسوین کو خواب استراحت سے دفعۃً اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ یہ بہشت یہ بہشت یہ بہشت اور چارون سمت دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین اور اکیسوین کو حضور اقدس نے فرمایا کہ ہم مر گئے ہمارے جنازے کی نماز پڑھ دو اگر کوئی نہ پڑھے تو مین خود پڑھے لیتا ہون کہ تمام مقتدی کھڑے ہین اللہُ اکبرُ فرما کے ہاتھ باندھ لیے - اور بائیسوین کو ۲ بجے بروز جمعہ کہ حاضرین کا مجمع کثیر تھا آنکھین کھولکر مجھے بغور دیکھا اور میرا داہنا ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے دو تین منٹ تک خوب مضبوط پکڑے رہے بعدہ چشم خدا بین سے دوبارہ دیکھکر ہاتھ چھوڑ دیا اور آنکھین بند کرلین جو پھر تا دم وصال اُن آنکھون کی زیارت نصیب نہوئی اور ۳۰:۳ بجے دست مبارک اوٹھا کر نہایت خضوع سے دعا فرمائی کہ اے اللہ پاک آپ میرے جملہ مریدین معتقدین دوست احباب عزا اقارب کو خوش خرم کھاتا کھلاتا رکھیے گا اور سبکا خاتمہ بخیر کیجیے گا آمین آمین آمین پھر ۴ بجے سے تنفس شروع ہوا اوس سے یہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ حضور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه فرماتے ہین کہ قبل اسکے کبھی آپ نے اسطرح کا ذکر جلی نہین فرمایا ہمیشہ ذکر خفی فرماتے تھے کہ وقت کھنے والون کو معلوم نہین ہوتا تھا پس اسی تنفس فی کری کی حالت مین بعد مغرب کے ۷ بجے جو حضور پر نور نے سانس اوپر کو لی تو روح پر فتوح نے عالم بالا کی طرف پرواز کی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ

التواریخ الشاملہ لموازنۃ تلک عشرۃ کاملۃ

یعنی تواریخ عشرۂ وفاتِ صاحبُ الآیاتِ البینات مَوردِ الالہاماتِ والکرامات دارای آثارِ طریقت دانای اسرارِ حقیقت سریر آرای کشورِ کشف وشہود صدر نشینِ بزمِ کون ووجود عارجِ معارجِ عرشِ ذات وصفات ناہجِ مناہجِ فرشِ نفی واثبات مہرِ سپہرِ ولایتِ کبریٰ ماہِ اوجِ ہدایتِ عظمیٰ وارثِ علومِ انبیا نائبِ رسولِ ہردوسرا دیوانۂ شاہدِ مواجید وجذبات پروانۂ شمعِ احادیث وآیات مخصص العرفان عینُ الاعیان حضرت مولانا شاہ فضل رحمن افیض علیٰ مرقدہٖ شآبیبُ الرحمۃِ والغفران الیٰ ما تعاقب الملوان

آسیِ مذر اسی محمد عبد العلی تجاوز اللہ الولی عن ذنبہ الخفی والجلی

آوۂِ ماتَ الشیخُ بل شیخُ الشیوخ[1]	وَھُوَ مِمَّنْ فَضلُ رَحمٰنٍ لَدَیھا
آنتَ اٰسِیْ ناقِصٌ فِیْ اَرْخِہٖ	قُلْ دُعاءً ۔ فَضلُ رَحمٰنٍ علیہا

۱۳۱۳ھ

ولہ ایضاً

اِنَّ ھٰذِیْ رَوْضَۃُ الشیخِ الکبیر	تحتہا تجری بحارُ السلسبیل
اِنَّ فِیہا کَوثراً مِنْ رَحمَۃٍ	ھٰھُنا مِنْ فَضلِ رَحمٰنَ السَّبِیل
مُرشِدٌ ھَادٍ دَلِیلٌ کامِلٌ	عَارِفٌ حِبرٌ بِلاَ قالٍ وَّ قِیل
شاءَ مِنِّیْ اُرْخَۃً اَحمدُ مِیانْ	قُلتُ آسِیْ ۔ فَضلُ رَحمٰنَ الدَّلِیل

۱۳۱۳ھ

[1] آوۂ بمعنی علی الکسر بمعنی آہ ونالہ وافسوس یعنی انتقال فرمایا بزرگ نے بلکہ بزرگونکے بزرگ نے اور وہی اُن بزرگون مین سے ہین کہ جنکے پاس فضل اور بزرگی رحمٰن کی ہی ۱۲ [2] آسِ ناقص یائی کہ حرف علت آخر سے ساقط ہوگیا جس سے دس کے تخرجہ کا اشارہ ہی ۱۲ [3] رحمٰن کے منصرف وغیر منصرف ہونیمین اختلاف ہوا اسکے الف ونون مزیدتان مین اگر انتفای فعلانۃ کی شرط لیجائے تو غیر منصرف نہ ہی جیسا کہ یہان واقع ہوا اور اگر وجود فعلی کی شرط ہو تو منصرف ہی جیسا کہ اوپر گذرا ۱۲

وله ایضاً قصیدۂ نونیہ متضمن پنج تاریخ

ہین آج تیرہ و تاریک کیون زمین و زمان
ہین آج غم کے اندھیرے مین کیون مکین و مکان

ہین فرطِ درد سے کیون زرد رنگ پیر و جوان
ہین آہ سرد سے کیون گرم نالہ خُرد و کلان

ہی آج کیون مہ و خورشید کا خسوف و کسوف
ہی آج غم کی گھٹا کس لیے محیطِ جہان

ہی انحراف مین کیون نقطۂ خطِ[1] محور
ہی انصراف مین کیون نظمِ عالمِ امکان

زمین ہی خاک بسر کس کی سوگواری مین
فلک ہی کس کی مصیبت مین نیلگون دامان

کہین ہی سکتے کا عالم کہین تڑپنے کا غُل
کہین ہی گریہ و زاری کہین ہی آہ و فغان

سحر کا جیب و گریبان ہی کس کے غم مین چاک
شفق کا کس لیے خون چشمِ شام سے ہی چکان

ہی کیون سکون مین آج آسیاے چرخِ کہن
ہی کیون سقوط مین اب نبضِ گردشِ دوران

ہر ایک شہر مین ہی شور و غل کا حشر بپا
ہر ایک جا ہی قیامت کا ماتمی طوفان

ہی کسکے ذکر مین ہر ایک مست و دیوانہ
ہی کسکی فکر مین ہر ایک ششدر و حیران

خبر یہ کس کی ہی سرعت مین تارِ برقی ہی
ہر اک کا ہی دل مضطر مثالِ برقِ طپان

یہ کس کا ہی اثرِ ذکرِ ھاذِمُ اللَّذّات[2]
یہ کس کی ہی خبرِ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانْ

یہ کس کے واسطے فردوس کی ہی آرایش
یہ کس کے واسطے پھولا ہی روضۂ رضوان

بس اضطراب مین آسی نے پوچھا ہر اک سے
یہ کس ولی کے لیے تعزیت کا ہی سامان

کہا سبھون نے کہ تم کو خبر نہین اسکی
کہ آج اُٹھ گیا دنیا سے ایک قطبِ زمان

بدل نثارِ کلامِ خداے عزّ و جل
بجان فداے حدیثِ رسولِ ہر دو جہان

وزیرِ اعظمِ دربارِ خاصِ دینِ نبی
فقیرِ درگہِ رحمٰن و شاہِ فیض رسان

مہِ سماے ہدیٰ مہرِ آسمانِ تقیٰ
امامِ اہلِ صفا پیشواے متقیان

---

[1] خط محور باصطلاح ریاضی مین اوس خط موہوم کو کہتے ہین کہ ایک سرا اُسکا قطب شمالی سے ملا ہوا ور دوسرا قطب جنوبی سے ۱۲

[2] اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَکْثِرُوا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ ۱۲

محیطِ حیطۂ ارشادِ ہر طریقِ سلوک ‏ مدارِ دورۂ قطبِ طریقتِ عرفان

ہین سب کے پیر وہ نام اونکا فضلِ رحمٰن ہی ‏ عَلَیْہِ فَضْلُ فِضَالٍ(۱) وَرَحْمَۃُ الرَّحْمٰن

کہ مظہرِ صفتِ اسم یہ مسمّٰی(۲) ہی ‏ یہی دلیل ہی رحمت کی اور یہی برہان

بروزِ جمعہ و اوّلِ ربیع و وقتِ غروب ‏ غروب ہوگیا وہ آفتابِ رازِ نہان

عجیب کیفیتِ محویت تھی وقتِ وصال ‏ کہ روح شاہدِ وحدت کو تھی نظارہ کنان

تھی ایسی سینے مین ذکرِ جلی سے جنبشِ دل ‏ کہ جیسے سیپی کے آغوش مین دُرِ غلطان

لَکَانَ(۳) یَنْظُرُ عِنْدَ اللُّفُوْظِ وَجْہَ اللّٰہ ‏ وَکَانَ لَمْ یَرَ حُوْرَ الْقُصُوْرِ وَالْغِلْمَان

تھا جان کو انکی فقط وصلِ جانِ جان مطلوب ‏ جنان کو انکے نہ تھی خواہشِ نعیمِ جنان

بصد طرب قفسِ عنصری سے طائرِ روح ‏ ہوا نشیمنِ جنت کے سمت بال افشان

جب انکی روح چلی سوی روضۂ جنت ‏ تو پیشوائی کو جنت سے آئے خود رضوان

جمالِ شاہدِ وحدت پہ دل سے تھے شیدا ‏ عروسِ معرفتِ حق پہ جان سے تھے قربان

وہ ایسے جلد گئے شوقِ وصل مین سوے حق ‏ کہ جیسے چشمے کی جانب وان کوئی عطشان

مدام بادۂ عرفان سے تھے وہ مستِ الست ‏ ہمیشہ جذبۂ وحدت کی مے سے تھے سکران

تھی ذات بابرکات آپ کی سراپا نور ‏ فروغِ شمعِ شبستانِ بزمِ کون و مکان

صفائی آئینۂ رونمائی حق بینی ‏ ضیائی مہرِ خدادانی و مہِ عرفان

برابر آئینۂ دل مین ظاہر و باطن ‏ مساوی اونکو تھا کشفِ معنون و عنوان

تھے ذاکر ایسے کہ سونا بھی اونکا جاگنا تھا ‏ تھے ساتر ایسے کہ تھا اون پہ کشفِ سرِّ ہر آن

کَرَاہُ(۴) یُوْقِظُ اَھْلَ الدُّنیٰ وَالدُّنْیَا ‏ ذَرَاہُ یَکْشِفُ سِرَّ الْعُیُوْنِ وَالْاَعْیَان

[illegible]

ف۱ فضال بالکسر بمعنی باہم غلبۂ فضل جستن یعنی اونپر فضل غالب اور احسان عظیم اور رحمت رحمٰن کی نازل ہو ۱۲

ف۲ مسمّٰی یعنی ذات بابرکات آپکی اور صفت اسم یعنی آپکے نام نامی مین جو معنی وصفی ہین اثر اسکا ذات مسمّٰی مین ظہور ہوتا ہی ۱۲

ف۳ یعنی ہر آینہ دیکھتے تھے وقت موت کے وجہ جمال الٰہی کو اور نہین دیکھتے تھے حوران قصور اور غلمان کو ۱۲

ف۴ یعنی سونا آپکا جگاتا تھا اہل دنارت اور اہل دنیا کو اور ستر دیدہ آپکا ظاہر کردیتا تھا ذوات و شخاص کے راز کو ۱۲

فقیر ایسے تھے وہ شاہ خرچ جنکا فیض / تھا شام و صبح و شب روز رشکِ فیضِ شہان

ہمیشہ اونکے کرامت کے خوانِ نعمت پر / برابر آتے تھے اور کھاتے تھے سبھی مہمان

وہ کون جا ہی نہین جسمین فیض رحمانی / حجاز و چین و عجم روم و شام و ہندستان

بتاؤ کون ہی درویشِ بے سوال ایسا / دکھاؤ کون ہی ایسا فقیر شاہ نشان

تھے نورِ شمع کلامِ خدا یہ پروانہ / گلِ حدیثِ نبی پر تھے بلبلِ نالان

تھے ایسے تابعِ حکمِ خدا و حکمِ نبی / نہ چھوٹا تا عمر بھر اُنسے حدیث اور قرآن

تھے باوجودِ شریعت کی پابندی کے / سلوک و جذب کے دریا مین غرق وہ ہر آن

وہان رسول کی رحلت تھی جس مہینے مین / اُسی مہینے مین رحلت ہی آپکی بھی یہان

صلوٰۃ انکی تھی معراجِ عرشِ قربتِ حق / زکوٰۃ تزکیۂ نفس و صوم صیقلِ جان

خلیفہ انکے ہین احمد میان خَلَف[1] انکے / اَدَامَهُ بِهُدَى الْخَلْقِ رَبُّهُ الْمَنَّان

خلافتِ پدری کے خلیفہ ہین یہ خَلَف / سَلَف سے ہی خلف اپنے پدر کا نام و نشان

یہ تازہ گل ہین اوسی باغ فضلِ رحمٰن کے / اوسی چمن کے ہین یہ نونہالِ سرو روان

وہی سلوک ہی انکا وہی ہدایتِ پیر / وہی طریق ہی انکا وہی رہ فیضان

اوسی طرح ہین یہ امراضِ باطنی کے طبیب / مطب مین انکے ہی دنیا کے ترک کا درمان

دَوَامُ[2] تَصْفِيَةِ الْقَلْبِ مِنْ مَشَاغِلِهِ / وَدَوْمُ تَزْكِيَةِ النَّفْسِ مِنْهُ بِالْإِحْسَان

ہی سب کچھ اس چمنِ فیضِ فضلِ رحمٰن مین / خدا کے رنگ سے رنگین ہین سب گل و ریحان

وطن ہی آپ کا یہ گنج کا مراد آباد / کہ جسمین دفن ہی گنجِ معارفِ یزدان

وہ گنج ہی کہ ہی گنج جواہرِ رحمت / وہ گنج ہی کہ ہی گنجِ لآلیِ رحمٰن

ہی گنجِ گوہرِ حُسنِ عمل مراد آباد / حصولِ علمِ ارادت کی ہی مراد یہان

---

[1] خلف بفتحتین بمعنی پس آیندہ و فرزند نیک و صالح ۱۲

[2] دوام و دوم ہر دو بالفتح بمعنی ہمیشگی و مداومت اور لفظ احسان سے علم سلوک و تصفیۂ باطن و علم حضوری مع اخلاص کی طرف اشارہ ہی جیسا کہ حدیث شریف مین واقع ہوا کہ آنحضرت صلعم سے جبرئیل نے پوچھا اَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ آپنے جواب دیا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ ۱۲

کہ ہر مرید نے پائی یہین مراد اپنی — تو پھر مراد سے کیونکر نہو یہ آبادان
مین انکی کیا کہون راز و نیاز کی باتین — عیان نہان مین نہان ہی عیان مین جلوہ کہان
ہدایت انکی ہی راہِ وصال کی موصل — ارادت انکی ہی راہِ خدارسی کی رسان
ہی انکے فقر کا گھر مرجع امیر و فقیر — اور انکے فیض کا در ہی مَحَطِّ[۱] عالمیان
ہی انکے سامنے دنیا کا ہیچ نقش و نگار — ہی انکا ذکرِ خدا نقشِ صفحۂ دل و جان
امورِ فہمِ شریعت مین معرفت بین ہین — رموزِ علمِ طریقت مین ہین حقیقت دان
کرون مین وصف کا انکے بیان کس منہ سے — یہ میرا منہ کہان اور انکا وصفِ پاک کہان
اب آگے انکے کمالون کا ہو بیان کیونکر — زبان ہو گئی گنگ اور لنگ پا ہی بیان
ہی علم معرفت انسان کا جوہرِ ذاتی — جو یہ نہین تو وہ ہی نام کا فقط انسان
اگرچہ زندہ وہ بے معرفت ہی ظاہر مین — ولیک ہی وہ حقیقت مین قالبِ بے جان
اگر مرید کی ایسی خدارسی ہو مراد — تو ایسے پیر کی بیعت مین اپنا دے دل و جان
جو پوچھی غیب سے تاریخ فضلِ رحمٰن کی — کہا خدا کی یہ رحمت ہی قالہ الرحمٰن[۲]
کرامت اسکو لکھون یا ولایت اسکو کہون — ہون اک ولی کے دو سن ضم دو ولی عیان
دو سن[۳] ہین سن کے اور اک سن کا نام تاریخی — ہی ایک سن مین دو سن ملنے سے دو سن کا بیان
وہ یہ ہین آسی اگر ساتھ فضلِ رحمٰن کے — ولی ہند لکھون یا کہون ولی جہان
فَشَاءَ مَنْ هُوَ رِضْوَانُ اِرْحَمْهُ مِنِّي — اَجَبْتُ - اَهْلُ جَلَاءٍ[۴] عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان
وَقُلْتُ مِصْرَعَ[۵] تَوْرِيخِ فَوْطِهٖ اَيْضًا — عَلَيْهِ مَلْمَعَ الْجَوِّ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن

[۱] محط بالفتح و تشدید طا منزل و جای فرود آمدن و عالیان اہل عالم ۱۲ [۲] یعنی ہاتف غیب نے کہا کہ اس تاریخ کو رحمٰن نے فرمایا اور باعتبار الفاظ نام نامی مورخ لہ کے لطف مناسبت اس تاریخ کا ظاہر ہی ۱۲ [۳] یعنی سن شریف آپ کا ۱۳۰۵ سال تھا اس سن کی دو تاریخین ہین ولی ہند - ولی جہان انکو فضل رحمٰن نام تاریخی کے ساتھ ملانے سے دو تاریخین نکلتی ہین اور یہی دو ولی ہین کہ نام ولی کے ساتھ ضم کرنے سے بھی دو تاریخین نکلتی ہین ۱۲ [۴] اہل جلا یعنی ارباب صفا و اہل تصفیۂ باطن کہ جلا بالفتح بمعنی صفا و ضیا آیا ہی اور اہل کا اطلاق واحد اور جمع دونون پر آیا ہی اور علیہم تعظیمًا ہی ۱۲ [۵] فوط بمعنی موت یا تو فیتیہ - جو بمعنی میان زمین و آسمان و ہوا و زمین ۱۲

وله ایضاً

فضلِ رحمٰن جنکے تھے لاکھون مُرید ۱۲۰۸ — ہوگیا افسوس ونکا انتقال
جنکا مسکن تھا مرادآباد مین — روزِ جمعہ ہوگیا اونکا وصال
سارے عالم مین تھی جسکی روشنی — ہوگیا اوس مہرِ تابان کا زوال
ہوگیا مرقد کے مغرب مین غُروب — بعد مغرب کے وہ خورشید کمال
فضلِ رحمٰن کے ہین سَن بارہ سو آٹھ ۱۲۰۸ — تھا سِن اونکا ایک سو اور پانچ سال
اوستاد اُنکے تھے شہ عبد العزیز — شاہ ملکِ عزت و فضل و کمال
اور شاہ آفاق اُنکے پیر تھے — جنکا مثل آفاق مین ہونا محال
اب خلیفہ اُنکے ہین اُنکے خَلَف — واقفِ اسرارِ ربِّ ذوالجلال
اِنَّہٗ اِسْمُ لَہٗ اَحْمَدُ مِیاںٗ — وَصْفُہٗ قَدْ جَاءَ مَحْمُودَ الْخِصَال[۱]
مَالَہٗ شِبْہٌ[۲] بِخَلْقٍ فِی الْوَرٰی — مَالَہٗ مِثْلٌ بِخُلْقٍ فِی الْفِعَال
وہ تھے ماہِ کاملِ اوجِ علوم — یہ اوسی بدرِ کرامت کے ہلال
باغِ لطفِ حق کے تھے وہ نخلبند — یہ ریاضِ[۳] فضلِ رحمٰن کے نہال
بس انھون نے خوب چھک کر پی لیا — چشمۂ ارشاد کا آبِ زُلال
لطف اِنکا جبر کسرِ عظم[۴] جان — مہر اِنکی زخمِ دل کا اندمال
بات کیا ہی غیرتِ قند و نبات — قول کیا ہی رشکِ سحرِ حلال[۵]
باغبانِ گلشنِ صدق کلام — کِشتکارِ مزرعِ اکلِ حلال
راز دارِ خلوتِ علم و عمل — رمزِ فہمِ جلوتِ مدلول و دال
واقفِ تفسیر و اَسرارِ حدیث — عالمِ انساب و نقّادِ رجال

۳ ریاض جمع روضہ بمعنی مرغزار و چراگاہ کہ اصل مین ریواض تھا واو بسبب کسر ما قبل کے یائے تحتانی سے بدل گیا۱۲ ۴ جبر کسر عظم ٹوٹی ہڈی کے جوڑنے کو کہتے ہین۱۲ ۵ سحر حلال یعنی شعر و سخن فصیح بلیغ کا اثر اسکا مثل سحر اور جادو کے ہو۱۲

۱ محمود الخصال جار کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہی کہ اسکے نکارت کو اضافت لفظی مانع نہین۱۲ ۲ شِبہ بمعنی مثل و فَعال بالفتح کار نیک و سخاوت و مروت آور فِعال بالکسر بمعنی کردار ہا و کار ہا کے بھی اسکو پڑھ سکتے ہین۱۲

گوہر گنجِ سلوک کیف[۱] و کم
جوہر کانِ علومِ حال[۲] و قال

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی[۳]
سَعْیُهٗ فِیْ کَسْبِ خَیْرٍ لِلْاِشْتِغَال

آسمانِ فقہ کے مہرِ منیر
رفعتِ تحدیث کے بدرِ کمال

حَافِظُ[۴] الْاَخْبَارِ مِنْ نُقَّادِهَا
قَارِئُ الْقُرْاٰنِ فِیْ حُسْنِ الْمَقَال

قَلْبُهٗ مِرْاٰةُ اَنْوَارِ الْهُدٰی
وَجْهُهٗ نُوْرٌ عَلٰی وَجْهِ الْکَمَال

شغلِ آیات و احادیث انکا ذکر
ذکر اذکارِ رسول[ؐ] انکا خیال

دِل تھا محوِ دیدِ روے جانِ جان
جان تھی پروانۂ شمعِ جمال

تھا زبان پر ہر زمان ذکرِ رسول[ؐ]
اللہ اللہ ہر دم انکا قیل و قال

انکی رگ رگ مین تھا جوشِ یادِ حق
ذکرِ اللہ مین تھا انکا بال بال

دفعۃً افسوس کیسا ہوگیا
دفن زیرِ خاکِ گنجِ لازوال

رُوْحُهٗ رَاحَتْ (رفت ۱۲) اِلٰی رَوْحِ الْجِنَان
نَفْسُهٗ مَالَتْ اِلٰی نَیْلِ الْوِصَال

قَدْ سَعٰی (شتافت ۱۲) اِذْ قَالَ جِئْنِیْ حَقُّهٗ
قَدْ عَدَا (دوید ۱۲) اِذْ رَبُّهٗ نَادٰی تَعَال (بیا ۱۲)

دِل فداے نورِ حق لم یزل
جان نثارِ حُسنِ ربِّ لایزال

عاشقِ صادق رسول اللہ کے تھے
کیسے عاشق عاشقِ شوریدہ حال

جان و دل مستِ مئی حُبِّ نبی[ؐ]
چشم و سر محوِ لقاے ذوالجلال

خیر ہی خیر انکا ہر اک کام تھا
ہوگیا آخر کو خیرا انکا آل

پاس اُس شاہِ مآل اندیش کے
حاصلِ دُنیا تھا مالِ پایمال

ف۱ کیف و کم بمعنی چگونہ و چند اور اصطلاح مین کیف اوس عرض وصفی کو کہتے ہین کہ بذات خود قابل قسمت نہو مگر جیسے سواد و بیاض و حرارت و برودت اور کم وہ عرض ہے کہ بالذات قابل قسمت ہو جیسے خط و سطح و جملہ اشیائی جسم ۱۲ ف۲ حال و قال ظاہر و باطن و کیفیت وجدانی و بیانی و طریقت و شریعت و معنیٰ و مبنیٰ ۱۲ ف۳ یہ پورا مصرع قرآن شریف کی آیت ہے کہ مضمون اسکا اس دوسری آیت کے مطابق ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۱۲ ف۴ حافظ مثل حجہ و ثبت کے محدثین کا ایک بہت بڑا مرتبہ ہے اور نقاد جمع ناقد ہے کہ اسناد حدیث کے ضعف و قوت رجال کا پورا علم رکھتا ہو یعنی آپ حدیث شریف کے پرکھنے والون مین سے بہت بڑے حافظ الحدیث اور مفسر قرآن شریف تھے ۱۲

تھے فقیر اور سائلوں کا تھا ہجوم — کون ہے ایسا فقیر بے سؤال
کیا فقیری تھی کہ شاہی گرد تھی — رات دن تھا وا در فیض و نوال
جاتا تھا راہِ خدا میں بے شمار — اور بھی آتا تھا بے حد نقد مال
باوجود اسکے مثالِ خاک تھا — جیفۂ دنیا کا سب مال و منال
تھے دُرِ رخشندۂ تاجِ سلوک — تھے گلوے فقر کے عِقدِ لآل
وصف مہر و قہر کا کیا ہو بیان — تھا جلال اوّل تو آخر تھا جمال
ہیبتِ حق تھی کہ ہر اک شخص کو — بات کرنے کی نہو تی تھی مجال
رعب ایسا تھا کہ اسکے سامنے — رستمِ دوران بھی تھا اک پیر زال
خاکسار ایسے کہ مثلِ خاک تھے — بس یہی ہے شیوۂ اہلِ کمال
کیا لکھوں اُس پیرِ کامل کا بیان — ہو گیا آخر کو اللہ سے وصال
حسب حال آسی نے لکھا سالِ وصل — تھے بڑے درویشِ کامل اہلِ حال ۱۳۱۳

وله ایضاً

درین دوران کسی از اولیا نیست — چو مولانا محمد فضلِ رحمان
وے صد حیف از دنیا روان شد — روانِ[۱] او بسوے جانِ جانان
ز ہجری سیزدہ صد سیزدہ سال — ربیع الاول و بست و دوم دان
بیومِ سیدالایام جمعہ — بمغرب شد غروب آن مہرِ عرفان (ای وقت مغرب ۱۲)
سراپا رمزِ فہمِ اہلِ دل بود — سراسر راز دارِ پاک مردان
صَبِیْرٌ صَبْرُہٗ صَبْرٌ جَمِیْلٌ[۲] — فَقِیْرٌ فَقْرُہٗ اِشْبَاعُ جَوْعَانْ
اِمَامُ الْاِنْسِ فِیْ اُنْسٍ وَّ حُبٍّ — ہُمَامُ الْخَلْقِ فِیْ خُلْقٍ وَّ اِحْسَانْ

[۱] روان بالفتح روح حیوانی و نفس ناطقہ کہ ہمیشہ در حرکت فکری باشد و روان دل یعنی رونده و جاری [۲] صبیر کفیل و شکیبا و پیشوا و معتقد علیہ قوم و صبر شکیبائی و تحمل رنج و بلا و صبر جمیل اشارہ است بسوے آیہ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون و اشباع خورانیدن و جوعان گرسنہ و ہمام بالضم سردار و در انس و انس و خلق و خلق تجنیس محرف است کہ متحد الکتابہ و مختلف الحرکہ باشد ۱۲

سلوک و جذب اندر ذاتِ او بود — گہے سالک گہے مجذوبِ جوشان
مگر با اینہمہ علم و عمل داشت — بہ تفسیر و حدیث و فقہ و قرآن
ز فیضش مستفیضان بیشمار اند — مریدانش ہزاران در ہزاران
مذکر ہم مترجم ہم مجاہد — محدث ہم مفسر ہم خداوان
لبش سرچشمۂ تحدیث و تفسیر — دلش پروانۂ مصباحِ قرآن
تنش آئینۂ انوارِ وحدت — سرش گنجینۂ اسرارِ پنہان
بہ آسی گفت رضوان بہرِ تاریخ — کہ داخل[سلہ] در جنان شد فضلِ رحمان

وله ایضاً

فضلِ رحمٰن کہ سالِ مولدِ اوست — رحمت و فضلِ ذوالجلالی بود
در سلوک و تصوف و عرفان — سرمد و شبلی و غزالی بود
جانش از ذکرِ جانِ جان مملو — دلش از ما سواہ خالی بود
بود غوثِ زمان و قطبِ مکان — بل ازین ہم زیادہ عالی بود
از کلامِ بلیغ و لحنِ فصیح — طوطیِ سر و خوش مقالی بود
دمِ رحلت دمش بجذبۂ عشق — محوِ کیفیتِ وصالی بود
وصلِ حق یافت در ربیع نخست — شامِ جمعہ کہ نیک فالی بود
نزد او مالِ جیفۂ دنیا — لقطۂ راہِ پایمالی بود
بلبلِ شاخسارِ آزادی — گلِ باغِ فراغ بالی بود
فلکِ پیری و مریدی را — مہرِ علمی مہِ کمالی بود
در جہانِ ہدایت و ارشاد — آن ولی والیِ موالی بود
این بود سالِ آن ولیُّ اللہ — فضلِ رحمٰن ولیِّ والی بود

سلہ یعنی جنانکے عدد کو فضل رحمان کے عدد مین داخل کرنے سے سنہ ۱۳۱۳ نکلتے ہین رحمان کو عروضی رسم خط کے موافق الف سے لکھا ۱۲

انجم - جناب سید نجم الدین احمد صاحب ساکن قصبۂ سندیلہ ضلع ہردوئی

رفت از دنیا بسوِ دار البقا　　ای دریغا سرِ گروهِ عارفان
رفت خورشیدِ ولایت زیر خاک　　از نظر پنهان شده قطب جهان
فضل رحمن اسم پاکش ذات او　　فخرِ عالم مرجعِ هر این و آن
عالم و عارف محدث هم فقیه　　بایزید عصر و شبلی زمان
از غمش نمناک شد چشمِ نجوم　　نیلگون پوشید چادر آسمان
چون بخلد پاک آن عارف رسید　　یافت از خالق لقب جنت مکان
بر مزارِ پاک انجم کن رقم　　خوابگاهِ مرشدِ اهلِ زمان

احقر - جناب محمد وزیر خانصاحب ساکن جلیسر ضلع ایٹہ

فضل رحمٰن کہ فضل رحمٰن بود　　شد ز دار فنا بملکِ بقا
شد پسندش مقام علیین　　بود اعلیٰ شده سوِ اعلا
ما همه طالبان حق را حیف　　داغ حسرت نهاد بر دلها
از زمین تا به آسمان برسید　　در فراقش صدا اسے واویلا
در نظرِ چون جهان سیه نشود　　رفت در زیر خاک مهرِ هدا
احقر از بهرِ سالِ وصال　　شاهِ شیخ زمن نوشت او را

وله

حسرتا واحسرتا واحسرتا　　چون نه در دلها بیاید آه راه
بهرِ تاریخ وصالِ آنجناب　　گفت احقر فضلِ رحمٰن حیف آه

ارشد - جناب مولوی غلام حیدر صاحب بلگرامی

بد فضل رحمٰن بیقین شیدے ختم المرسلین　　رونق دهِ شرعِ مبین فخرِ گروهِ کاملین
آگاهِ اسرارِ خدا مشتاق دیدارِ خدا　　مقبول سرکارِ خدا هر دم برحمت مقترن

واقف ز سرِ معرفت در زہد عالی منزلت	بودہ ست شبلی تربت آن ہادیٔ اہلِ یقین
آرم چگونہ بر زبان ناگاہ زین دارِ جہان	از حکم ربِ انس و جان رفتہ سوی خلدِ برین
بُردم بسالِ ارشد سبق گفتم بصد رنج و قلق	گنجِ مرادِ اہلِ حق مدفون شدہ اندر زمین ۱۳۱۳

وله

قطبِ حق عارفِ حق حضرتِ فضلِ رحمن	مثل او در ہمہ آفاق نیاید بخیال
پارسا متقی و راہ نما حق آگاہ	پاک خو پاک روش نیک سیر نیک خصال
او بفرمانِ قضا آہ جہان را بگذاشت	داد با اہلِ زمانہ غمِ اندوہ و ملال
جمعہ بست و دوم ماہِ ربیع الاول	وقتِ مغرب شدہ افسوس ظہورِ این حال
بدلم آمدہ ارشد سنۂ رحلتِ او	بجنان گشتہ روان قبلۂ اربابِ کمال ۱۳۱۳ھ

وله

فضل رحمن اہلِ باطن صاف دل روشن ضمیر	چون سپردہ روحِ پاکِ خود بعالم آفرین
اخترِ سالش ز اوجِ فکرِ ارشد رو نمود	نیرِ روشن دلی افزود جلوہ در زمین ۱۳۱۳ھ

وله

فضل رحمن اہلِ دل در عمرِ یکصد پنج سال	روحِ پاکِ او روان گردید از جسمِ کہن
سالِ تاریخِ وصال از خامۂ ارشد چکید	ہای شد قطبِ ولایت راحل از ملکِ محن ۱۳۱۳ھ

وله

فضل رحمن کہ بود پاکیزہ سرشت	تخمِ حب اللہ تا زیست بکشت
چون رفت ز دہر گفت ارشد سالش	قطبِ آفاق رو نمودہ بہ بہشت ۱۳۱۳ھ

وله

فضل رحمن شہنشہ پاک دلان	گردید روانہ زین جہان سوی جنان
ارشد بہزار او بخوانم تاریخ	پنہان شد ہای آفتابِ عرفان ۱۳۱۳ھ

وله

فضلِ رحمٰن نماند انا رشد ہادیِ رہِ یقین و عرفان آگاہ
تاریخ وصالِ او نوشتم ارشد پوشیده شده ۱۳ ۱۴ مہرِ ہدایت آه آه

وله

اے وارفتہ ز خانۂ بے بنیاد فضلِ رحمٰن وستے پاکیزه نہاد
حوران سنۂ وصال گفتند ارشد زیبِ آفاق زینتِ خلد بداد

وله

مخزنِ فضل و کمال و علمِ حق جانبِ جنت بیکدم شد روان
سالِ تاریخ وصال ارشد نوشت فضلِ رحمٰن بوده زیبِ دو جہان
۱۳ - ۱۳ - ھ

وله

جہان مولوی فضل رحمٰن گذاشت دلم مضطر و دیده پُر آب گشت
بتاریخ او کرد ارشد رقم نزیلِ ارم قطبُ الاقطاب گشت
۱۳ ۱۳ ھ

وله

ہاے افسوس کہ از دیدۂ خود دیده ام رحلت قطبِ دوران
گفت رضوان زپیِ سال ارشد در جنان آمده فضلِ رحمان
۱۳ ۱۳ ھ

وله

صاحبِ فضل و اہلِ علم و کمال ذات او زیب ده بدوران بود
کرد ارشد بیانِ سالِ وصال اہلِ دل پاک فضلِ رحمٰن بود
۱۳ ۱۳ ھ

وله

فضلِ رحمٰن شہِ اقلیمِ معارف چو نماند از غم و رنجِ دلِ حق طلبان گشته شق
سنۂ فصلیِ او نیز بر آمد ارشد شده از دارِ جہان راہ بر راہِ حق
۱۳۰۳ ف

ولہ ایضاً

فضلِ رحمٰن دلیلِ راہِ توحید
افسوس اسباب زندگانی پیچید
فصلی تاریخ باز گویم ارشد
زین مہر جنید وقت راہی گردید
۱۳۰۳ھ

ولہ

زین جہان آن ولیِّ کامل رفت
کہ بعالم جنید دوران بود
کردہ ارشد بیان سمبتِ او
فضل رحمٰن بجلد رو بنمود
سمبت ۱۹۵۲

ولہ

رفت آن آفتاب دین چو زدہر
در جہان رو نما سیاہی شد
عیسوی سال یافتم ارشد
فضل رحمٰن بجلد راہی شد
۱۸۹۵ء

ولہ

فضلِ رحمٰن امام ارباب یقین
دلہا گشتند از وصالش غمگین
فصلی سنہ است این دگر ہم ارشد
رو کرد بجلد قبلۂ اہلِ دین
۱۳۰۳ھ

ولہ

نزہے حضرتِ فضلِ رحمٰن
باغ جنت مین ہوئے وہ ساکن
سال اس غم مین لکھا ارشد نے
بجھ گیا آہ چراغ باطن
۱۳۱۳ھ

ولہ

فضل رحمٰن آفتابِ معرفت صافی درون
اوٹھ گئے دنیا سے کرتا ہی زمانہ ہاے ہاے
یون دلِ پر سوزِ ارشد سے ہی نکلا سال نقل
ایکدم مین گل ہوئی روشندلی کی شمع واے
۱۳۱۳ھ

ولہ

چشم مردم سے نکیون اشک روان ہون لخت لخت
اک تلاطم کیون نہ دلِ خلق ہون سرگرم فغان
ہاے افسوس وہ کامل نرہا دنیا مین
فضل رحمٰن جسے کہتے تھے تمام اہلِ جہان

فیض جاری تھا زمانے مین برابر اون سے — مقصدِ دل کو پہونچتا تھا جو آتا تھا وہان
آتے تھے لوگ ولایت سے قدمبوسی کو — ذات پاک اونکی تھی اعزاز دہ ہندستان
پاک بازی مین فرشتہ تھے نہین شک اسمین — گو وہ ظاہر مین متشکّل تھے بشکلِ انسان
سچ ہی مشہور کہ دنیا ہی سراے فانی — ایک دن ہو گا فنا جو کوئی آیا ہی یہان
سال لکھ حکم مسیحا سے مسیحی ارشد — آہ صد حیف اوٹھا سایۂ فضلِ رحمٰن
۱۲۹۹ ف

ولہٗ

دل ٹکڑے ٹکڑے ہی مرا غم سے جگر ہی پاش پاش — کی فضلِ رحمٰن اہلِ دل نے ہی جو اکدم مین قضا
صنع مربع اور فصلی سال ہی ارشد یہ لکھ — واحسرتا قطب زمان سوے عدم راہی ہوا

واحسرتا	قطب زمان	سوے عدم	راہی ہوا	ف ۱۳۰۳
۶۷۶	۲۰۹	۱۹۰	۲۲۸	

۶۷۶	۲۰۹	۲۹۰	۲۲۸
۲۲۸	۱۹۰	۱۰۹	۶۷۶
۲۰۹	۶۷۶	۲۲۸	۱۹۰
۱۹۰	۲۲۸	۶۷۶	۲۰۹
ف ۱۳۰۳	ف ۱۳۰۳	ف ۱۳۰۳	ف ۱۳۰۳

ولہٗ

فات امام الانام اوصله الله بدار المقام
ف ۱۳۰۳

من المولوی محمد ادریس النجرامی

إنَّ شیخی فضلَ رحمٰن ذا الفُهُوم — لم اجِد مثلَهُ إلی آخرِ النُّجُوم
فضلُهُ قد شاعَ فی کلِّ الوریٰ — فیضُهُ قد عمَّ تعمیمَ النُّجُوم
اُبتُلی یوماً بِحُمّیٰ نافضٍ — فاستمرَّ الضعفُ واستوی الکُلُوم
لم یُمَهِّل ساعةً او لمحةً — کی یسیرَ او یقومَ او یصوم

لَیلَۃَ السَّبتِ توفّاہُ الکریم　　اِذ لَھم الیومُ وانتشر النجومُ
اَدبرَ الافضالُ عَنّا والنِعَم　　اَقبلَ البدعاتُ والشرکُ الملوم
قَدْ اَحاطتنِی المصائبُ والعَنا　　والبلایا والغُموم والھُموم
ثُمّ قد نُودِیتُ من عندِ الالٰہ　　اَرِّخِ التاریخَ للشیخِ العزوم
قُل برأسِ الحُزن مع قلبِ العَنا　　زُیّنت جنّاتُ عَدنٍ للقُدُوم

امجد - جناب مولوی سید امجد علی صاحب ساکن بنارس محلہ پرانی عدالت

راہِ رحلت پیمودہ آہ　　فضلِ رحمٰنِ والاشان
ہاتف گفتہ ہنگامِ فکر　　بہرِ تاریخش شد برہان
مجموعاً ہر حرفِ منقوط　　اشرف امجد - فضل رحمٰن

بیخود - جناب حافظ انوار اللہ صاحب سیونی

فضل رحمٰن شہ خجستہ نہاد　　عارفِ حق و عالم فاضل
بر سرِ خلق فضل رحمٰن بود　　رحمتِ حق بود براو نازل
عَلَمِ علم بر فلک افراشت　　فقر از ذاتِ او شدہ کامل
دولتِ علم و فقر بذل نمود　　بر دلِ صوفیانِ صافی دِل
حیف اول ربیع بست و دوم　　روز آدینہ آن بحق شاغل
از سرائے سپنج رخت بہ بست　　کرد روحش وصال حق حاصل
فکر سالِ وصال بیخود کرد　　گفت ہاتف بصنعت قابل
گشتہ از فرقتش جہان بے سر　　فضل رحمٰن چو شد بحق واصل

ثبات - جناب عبد الحق صاحب نبیرۂ حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ

شاہنشہِ ہند و قطب آفاق　　شبلی زمان جنیدِ دوران
لاریب چنین ولیِ کامل　　پیدا نشود دگر بدوران

ہم عاشق آل مصطفیٰ بود — ہم داشت ولائے چار یاران
در طاعت و زہد چون ابو ذرؓ — در فضل و کمال ہمچو سلمانؓ
مغرور بذات او عبادت — نازان بوجود پاکش ایمان
باشوق دلی بیار پیوست — جان دادہ و رفت سوے جانان
تا حشر شود بماتم او — افلاک باشک نجم گریان
تاریخ وصال او نوشتم — فیاض و لبیب قطب دوران
تاریخ ثبات شد بفضلی — محبوب الہ فضل رحمان

جمال - جناب منشی جمال احمد صاحب ردولوی

فضل رحمٰن در جنان داخل شدند

ولہ

کزین دار الفنا سوے دار البقا رفت

ولہ

ہوا شور ہر چار سو جب یہ برپا — شہ ملک عرفان نے فرمائی رحلت
جمال اب ہوئی فکر تاریخ پیدا — سنایا یہ ہاتف نے بادر دو رقت
مع زہد سب ہو گئے بے سروپا — ریاضت عبادت شریعت حقیقت

حیدر - جناب مولوی محمد حیدر اشرف خانصاحب معزز رئیس بنارس

تاریخ اہل اللہ

ولہ

فضل بسم اللہ الرحمٰن — تمکین ابقاء ما کان
رونق بخش لوح دلہا — شد نقش درو بے درمان
آب تیغ غم نوشیدہ — لخت دل خوردہ ہر انسان

چشمِ دل نم۔ از خونِ غم   یکجا ماتم را شُد سامان
در بحرِ نظمِ این اشعار   فکرم۔ موجِ اشکِ طوفان
سروِ باغِ آلِ احمد   حضرت سیّد فضلِ رحمان
مولی الاکرم۔ شیخ الاقدم   صدر العالم۔ بدر الاعیان
نجم الساطع۔ بدر البارع   غوثُ القانع۔ ذخر الاقران
احسن۔ اکمل۔ اشرف۔ افضل   اسعد۔ اعدل۔ رکن الارکان
بحرِ صفوت۔ عینِ عظمت   شمسِ ملت۔ نورِ ایمان
عالم۔ عابد۔ ذاکر۔ زاهد   ارشد مرشد۔ پیرِ پیران
آگاهِ اسرارِ غیبی   سلطانِ اربابِ ایقان
فرد الافرادِ یکتائی   وِردِ الاورادِ حق بینان
باب الابوابِ استغنا   قطب الاقطابِ درویشان
مقبولِ ربِّ دو عالم   نقدِ کنزِ فضل و فیضان
سالک۔ عارف۔ شب زنده دار   اهلِ کشف و فخرِ دوران
واصل باحق گشت وا فزود   زیب و زینِ باغِ رضوان
روزِ وصلش۔ سبحان اللہ   یومُ العیدِ حور و غلمان
در چشمِ وصل افتاده خاک   بر پاے لب بر زن دندان
از هجرش چون نقشِ دیوار   طفل و پیر و برنا حیران
چون بلبل نالد پروانه   گل شد شمعِ بزمِ عرفان
تمغاے داغِ یعقوبی   اعطاے سرکارِ ذیشان
مرضی مولی اولی هست   شکر بس باید در هر عنوان
آل و خدام عالی را   صبر کامل بخشد یزدان

شرعاً بعد رحلت باشد — ہر مومن را تازی تبیان

اسم والاہم شد تبدیل — ظاہر گشتہ راز نہان

فضلِ رحمٰن - نامِ پاکش — سالِ پیدایش را اعلان

تعدادِ الکبّیّد حیدر — عمرِ اطہر راشد برہان

سالِ وصل از اسمِ اقدس — یعنے - سیّدُ فضلُ الرّحمٰن

١٣ ١٣ھ

وله

سیّد فضل رحمٰن بوده — افسوس اہل الحق برتر

دزدِ موت از درجِ قالب — بردہ لعلِ روحِ اطہر

سالِ وصلش - حیدر گفتم — گل شد شمعِ عالم پرور

١٣ ١٣ھ

وله

مولانا فضل رحمٰن — رفت از دنیا - دادہ غم

تاریخش - حیدر - گفتا — قطبِ ذیشانِ عالم

١٣ ١٣ھ

وله

دریغا فضل رحمٰن زین جہان رختِ اقامت چید

غمے دارم کہ در میزان تحریرم نمی سنجد

عیان شد سال وصلش از حروفِ بانقط حیدر

جناب شاہ سیّد فضل رحمٰن مرشد ارشد

خستہ - اسم لا معلوم - مُرید حضرت صاحب مرحوم

راہروِ منزلِ طریقت کے — جنکو مقبول کبریا کہیے

عارف و عاشق خدا کے کریم — فضل رحمٰن سے جو مسمّٰی تھے

تھی ربیعِ نخست کی بائیس — روز آدینہ وقت مغرب کے

چھوڑ کر یہ سرائے بے بنیاد ۔۔۔ وہ روانہ بسوئے خلد ہوئے
روحِ مرحوم کو تو اے غفار ۔۔۔ شاد و مسرور رکھیو رحمت سے
ذات سے اونکی تھا رفاہِ عوام ۔۔۔ عاجزون کے معین حامی تھے
حرص اور آز دور اونسے تھا ۔۔۔ تھے فقیری مین ہر طرح پورے
واسطے اونکے سالِ رحلت کے ۔۔۔ خستہ جسوقت فکر کی مین نے
آسمان سے سروش نے ناگاہ ۔۔۔ دی ندا ۔ ذات ایزدی مین ملے
۱۳۱۲ھ

خدا بخش ۔ جناب خدا بخش صاحب سیتاپوری

صد افسوس شمعِ طریقِ رُسُل ۔۔۔ سرِ اولیا رہنمائے سُبُل
فقیہ و محدث ولیِ خدا ۔۔۔ جو تھے نائبِ سرورِ جزو کُل
وہ شبلیؒ وقت اور جنیدؒ زمان ۔۔۔ نہ تھا جنکے مانند کوئی رجُل
منور چراغِ رہِ سالکان ۔۔۔ گلستانِ فقر و ولایت کے گُل
کرامات اونکی کرون کیا بیان ۔۔۔ پلک مارنے مین کرین جز کو کُل
جو لب اونکے بہرِ دعا وا ہوئے ۔۔۔ ہوئے کامیاب اہلِ حاجات کُل
کلیدِ انامل سے ایما کرین ۔۔۔ تو قفلِ درِ معرفت جائے کھُل
یکایک بہ نیرنگیِ روزگار ۔۔۔ ہوئے جادہ پیمائے راہِ رُسُل
ہوا غم سے کاہیدہ سارا جہان ۔۔۔ اور افلاک پر پڑ گیا شور و غُل
بجز صبر اور شکر کے کیا حصول ۔۔۔ اسی رہ گئے انبیا اور رُسُل
خدا بخش کو فکرِ تاریخ تھی ۔۔۔ گیا عقدۂ سالِ تاریخ کھُل
کہا کھینچکر آہ ہاتف نے یہ ۔۔۔ چراغِ ہدیٰ ہو گیا آج گُل
ز روے ادب اوسنے پھر یہ کہا ۔۔۔ پڑھو فاتحہ اونپہ اور چار قُل
سہ بارہ کہا جی کو کرکے رجوع ۔۔۔ ادب سے پڑھو اونپہ دس بار قُل
۱۳۱۲ھ

[illegible] ۱۳۱۲ [illegible] ۱۲

وله

قطب دوران فضل رحمن آن امام العارفین　　شد فنا فی اللہ و درجای بقا باللہ مقیم
جملہ خدام و مریدان راہدایت ساختہ　　ثابت و قائم نمودہ بر صراطِ مستقیم
شد بفکرِ سالِ تاریخِ وصالِ آنجناب　　کمترین خادم خدا بخش غلامِ آن کریم
ہاتف از در وازۂ جنت ہمین آواز داد　　کَانَ فِیْ رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّجَنَّتِ النَّعِیْم
۱۳۱۳ھ

وله

فضل رحمن مقتدائے اہلِ دین　　جلوہ فرما شد سُوِ خلدِ برین
روز شد تاریک در چشمِ جہان　　گشت بیخود ہر کہین و ہر مہین
چون بہوش آمد خدا بخش اندکے　　شد بفکرِ سال با جانِ حزین
گفت ہاتف سال تاریخش کہ آی　　کردہ شد احمد میان را جانشین
۱۳۱۳ھ

وله

حضرتِ احمد میان سر دفتر اربابِ حال　　قدوۂ اہلِ طریقت سالکان را پیشوا
عالمِ علمِ شریعت حامیِ دینِ متین　　ماحیِ شرک و ضلالت شرع را فرمانروا
از کرامت بر جبینش نورِ عرفان جلوہ گر　　چہرۂ نورانیش آئینہ سرِّ خدا
چون بصدرِ والدش بر دفقِ ارشاد ش نشست　　عالمے را سوے عرفانِ خدا شد رہنما
از حسابِ ابجد آمد سالِ تاریخِ جلوس　　منصب آرائے ولایت جانشینِ اولیا

وله

حضرت ہوئے جو راہ رَوِ روضۂ جنان　　احمدؐ میان کے نام بجا معرفت کا کوس
فکرِ سنِ جلوس خدا بخش نے جو کی　　بولا وہ تھا کلک با شعلۂ عارض طروس
کہتے ہین اسکو۔ غرۂ حق۔ قدوۂ طریق　　ہاتف یہ بولا دیکھلو تاریخ با جلوس
۱۳۱۳　　۱۳۱۳

خدیو۔ جناب خواجہ سیّد سرفراز علیصاحب کاظمی نقشبندی مجددی سکندرپوری

فضل رحمٰن سے تھی عجیب ضیا　　صیقلِ قلب تھا بہ یادِ خدا
حق کے معشوق کا وہ عاشق تھا　　نکتہ رس درکلام خالق تھا
دہر تاریک ہوگیا سارا　　سال رحلت خدیو نے یہ لکھا
خلد مین اُسکی ہی عجیب ضیا　　کہو خورشید آسمان ہُدا
۱۳۱۳ھ

ذوقی - جناب مولوی عبدالمنعم صاحب عربی پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ

شاید بفقد سایۂ یزدان گریستن　　شاید بفقد عیسی دوران گریستن
شاید بہ تیرہ گشتن گیہان گریستن　　شاید بفقدِ مہر درخشان گریستن
شاید برخ نہفتن نور خدا ز دہر　　با چاکِ جیب و گریبان گریستن
شاید بہ فقد رحمتِ آفاق نور حق　　کانِ ضیا مجددِ دوران گریستن
شاید چو ابرِ فصلِ بہاران بدرد و سوگ　　بر فوتِ فضل و رحمتِ رحمان گریستن
شاہِ شہان پناہِ مساکین کہ کمترست　　بر یاد او چو ابر بہاران گریستن
کس را توان کشید بکفران گریستن　　ماراست در تلافی ایمان گریستن
ماراست در تلاطمِ امواجِ فتنہ زا　　بر فوت دستگیر غریقان گریستن
بر وارث رسول خدا ختم اولیا　　بر نور چشم فرقۂ انسان گریستن
بر نائب پیمبر و محی السنن خوش ست　　از غصہ لب گزیدہ بدندان گریستن
بر اتباع سنت و بر ہدی شاہ دین　　بر شرع و بر طریقۂ عرفان گریستن
بر قطب وقت و غوث زمان سایۂ خدای　　ای سالکان سز و چو یتیمان گریستن
ای سالکان راہ پس از این خوشترست　　مارا بخوف سیلِ حدثان گریستن
اکنون بجاے سودن فرگان بپای او　　این دیدہ را خوش ست بحرمان گریستن
شاہا ز بوس حال گداے تو واقفی　　می زیبدم کنون چو گدایان گریستن
در دلم گواہ کہ صبح و مساز حق　　خواہم عواطف تو از نیسان گریستن

اے در سرِ چو طبل دمی ہوش افگنی	اندر دلِ چو سنگ بیک آن گریستن
یک جرعۂ دگر ز مئی وحدتم بہ بخش	بفگن بجامِ ھُو بلِ وجان گریستن
ذوقی بزندگان حیاتِ خدا لے حی	بہتان بود ممات و بفقدان گریستن
بر زندۂ حیاتِ ھُمْ اَحْیَا فغان مکن	جہل ست بر وصالِ محبان گریستن

راضی - جناب منشی خلیل الدین احمد صاحب ساکن قصبۂ تلہر

وفاتِ رسولِ خدا کا مہینا	وہ دن جمعے کا اور تئیسوین شب
کہ شیخ زمان حضرتِ فضل رحمٰن	ہوے ٹوٹ کر خلق سے واصل رب
جو تاریخ کا کوئی طالب ہو راضی	تو کہہ برکتِ ہند جاتی رہی اب
	۱۳۱۳ھ

زکا - جناب محمد اکبر صاحب عرف غلام سرور

حجۃ الحق مولویِ فضل رحمٰن آنکہ بود	عالم و فاضل وحیدِ عصر مفقود المثال
حامی دین پیمبر ناصر شرعِ شریف	ماحی کفر و ضلالت مفخرِ اہل کمال
قدوۂ اہلِ طریقت شیخ اشیاخ زمان	زبدۂ اہلِ حقیقت بی شک و بی احتمال
مرشد و مخدومِ عالم خضرِ راہِ مستقیم	مہبطِ فیضِ ابد محبوب ربِ ذوالجلال
بر سرِ اوجِ کرامت ماہتابِ چاردہ	بر فراز چرخِ رفعت آفتابِ لازوال
کاشفِ رازِ نہانی واقفِ اسرارِ غیب	عالمِ علمِ لدُنّی از خداے لایزال
شاہِ اقلیمِ توکل خسروِ ملکِ غنا	تاجدارِ مصرِ معنی قہرمانِ ذوالجلال
مثل نعمان بود او اندر علومِ ظاہری	در علومِ باطنی مثلِ جُنید خوش خصال
چون شہیدِ کربلا در صبر و تسلیم و رضا	چون علی مرتضیٰ بحرِ کرم ابرِ نوال
چون خلیل اللہ بخلت چون ذبیح اللہ بعشق	عیسیٔ مریم بمعجز موسیٔ عمران بقال
در سفر اندر وطن خلوت گزین در انجمن	بُرد پنہان قافلہ سوے حریمِ اتصال
مست و بیخود از مے مدہوشِ عشقِ آکہ	والہ و دل خستہ و جان سوختہ شوریدہ حال

از گلستانِ ارم خندان گلی تازه بهار — وز خیابانِ جنان خوش منظر و خورم نهال
حسرتِ سروِ صنوبر از قدِ رعنای خویش — غیرتِ ماه و منور از رهِ حسن و جمال
سکه زد چون شاه گیلان اندرین ربع حدوث — زان سبب مشهور شد قطبِ زمان بی قیل و قال
جذبهٔ زورِ کمانِ همتش دور از قصور — از هدف تیرِ دعایش را خطا باشد محال
آستانش سجده گاهِ سروران فی والکرم — بارگاهش قبله گاهِ داورانِ ملک و مال
خلعتِ مقبولیت از بدو فطرت بر تنش — از عنایاتِ خدای بی مثال و بی همال
باعثِ امن و امانِ خلق و عالم عنصرش — موجبِ فیضِ خلائق ذات آن نیکو مآل
هاشمی و سیدِ والا گهر عالی نسب — قادری و نقشبندی عارفِ دیرینه سال
صد دریغ و درد آن سر دفترِ اهلِ شهود — یافته از پیش حق خوش خلعت قرب و وصال
در شبِ بست و سوم ماهِ ربیع اولین — طائرِ روحش باوجِ لامکان بکشود بال
روز شنبه صبحدم دردا دریغا حسرتا — آفتابِ هند شد زیرِ زمین بی قیل و قال
در مراد آباد اندر روضهٔ خانِ کریم — گشت واقع مرقدِ پر نور آن فرخ خصال
در فراقش محشری برپا شده در کائنات — نالهٔ جن و بشر بر آسمان شد زین ملال
نور از عالم نهان شد روی ظلمت شد عیان — فیض و برکت از جهان بربست رخت ارتحال
آسمان در ماتمش زد جامه را در خم نیل — شد زمین از زلزله زیر و زبر آشفته حال
شاه انجم از فلک در غار مغرب اوفتاد — ماه کامل آنچنان کاهید کاخر شد هلال
در حواسِ و هوشِ مردم یافته راه انتشار — در دماغ اهلِ عالم گشت پیدا اختلال
زخم کز تیرِ غمش در سینه دارد عالمی — تا ابد از مرهمِ عیسی نیابد اندمال
در حروفِ معجمه گفتا زکا سالِ وصال — مظهرِ شانِ الٰهی مطلعِ نورِ جلال

قطبِ اقطابِ زمین شیخِ اجل اولیا — گفت سالِ انتقالش هم زکای خسته حال
گفت سالِ عیسوی در لفظِ خضر رهنما ۱۷۹۵ — بعد قطعِ فرقِ اجمل اکبرِ شوریده حال

[illegible] ۱۲۱۱

نیز سالِ رحلتش گویم بعنوانِ سلیس   تا شود معلوم ہر یک بی تامل بی ملال
یکہزار و سہ صد و دہ بود و سہ زائد بران   از سنین ہجرتِ پیغمبرِ فرخندہ فال
سر بسجدہ بر مصلا زین جہانِ بی ثبات   آن ولی اللہ سوئے فردوس فرمود انتقال
بجوئی سالِ تولد لفظ عادل سال عمر   سال وصلش ز دریغا حیف وان اخی خوش خصال
۱۲۰۸ھ   ۱۰۵   ۱۳۱۳ھ

ولہ

امام الہدیٰ پیشوائے طریق   ولے خدا مقتدائے جلیل
زہی فضل رحمٰن رحیم و کریم   بر اثباتِ حق ذاتِ پاکش دلیل
محدث مفسر فقیہِ بلیغ   مُقدّس مُطہّر حسین و جمیل
بہ تحقیق پیر کرامت نشان   بہ تصدیق شیخ الشیوخ نبیل
بہ تقدیم سُنت بسی گرم خیز   بہ تعمیل حُکم فرائض عجیل
بہ خُلقِ حسن بود ضرب المثل   خداوند جود و عطائے جزیل
شفا بخش از دم چو عیسیٰ مسیح   صلاۃ بخوانِ کرم چون خلیل
بہ پیشِ خداوند آمرزگار   بعفو گنہ عاصیان را کفیل
چہا با دعائش اجابت قریب   چہا خاک راہش دوائے علیل
چو تشریف فرما شدہ زین جہان   سوئے چشمۂ کوثر و سلسبیل
بسالِ وصالش ز ذہنِ سلیم   ز کا گفت مخدوم و مرشد جلیل
۱۳۱۳ھ

ولہ

دریغا اخترِ اوجِ معانے   دریغا گوہرِ بحرِ حقیقت
دریغا حامئے شرعِ پیمبر   دریغا رہبرِ راہِ طریقت
دریغا قدوۂ اربابِ دانش   دریغا زبدۂ اہلِ فضیلت
دریغا مرشد و مخدومِ عالم   دریغا ہادی و مہدیِ بطاعت

دریغا قلزم ایثار و بخشش — دریغا ابر نیسانِ سخاوت
دریغا مولوی فضل رحمن — چو شد عازم سوی گلزار جنت
زکاے کمترین چاکر رقم زد — چراغ هند گل تاریخ رحلت
۱۳ ۱۳ھ

وله

چون نه بررودی زمین افتاد چرخِ زرنگار — چون نشد زیر و زبر فرشِ زمین ای کردگار
چون نشد چشمِ کواکب کور حیرانم بسی — چون نشد خورشید بے نور چون شبهای تار
چون نشد بحرِ محیطِ ارض همچون ریگِ خشک — چون نشد سر در هوا چون کاه صحرا کوهسار
چون نه مرغانِ هوای عرش شهپر ریختند — چون نهالِ گلشن رضوان نشد بی برگ و بار
چون هوای عرصهٔ عالم نشد آتش فشان — چون نه یکسر سوخت این خسخانهٔ لیل و نهار
عشق بی دردِ دلست و حسن بی ناز و کرشم — بزم بی جام و می ست و سیرِ گلشن بے نگار
خانهٔ رب الخلائق بی خلیلِ آزرست — بی جمالِ روی یوسف محفلِ کنعان و یار
جام بی جمشید شه آئینه بی اسکندرست — بزم بی بهرام و خسرو رزم بی اسفندیار
خانقه بی شیخ سالک مدرسه بی درس گو — میکده بی می پرستان بی صد چنگ و ستار
بی نمک شعر و سخن بی قدردانِ اهلِ سخن — بے عمل علم و مکانی بے مکین اے غمگسار
بی علی محراب و منبر بی محمد یثرب ست — ملکِ دین بی فضل رحمن باغ دنیا بی بهار
شام چون شامِ غریبان صبح چون صبحِ فراق — شب چو شبهای عدم ست و روز چون روزِ شمار
از زبان بی بیان و از ذهن و فکر نارسا — من چگویم وصف آن شاهنشهٔ گردون وقار
مثل شاه فضلِ رحمن پور دیگر تا ابد — مادرِ گیتی نه هرگز پرورد اندر کنار
چون شد از دنیا بجنت حضرتِ شیخ الکبار — سال او گفتا زکا گردیده محشر آشکار
۱۲ ۱۳ھ

وله

مخدوم فضل رحمن شیخ الشیوخ دوران — بحر العلوم عرفان ذو الکشف و الکرامات

چون شد ز دار محنت سوی ریاضِ جنت	آن اختر سعادت آن نیر هدایت
سائل شدم ز هاتف از بهر سال رحلت	گفتا زکا بسالش گو خسروِ ولایت
	۱۳۱۳ھ

ولها

فضلِ رحمن قطبِ دوران پاکباز	چون ز دنیاے دنی رحلت نمود
سالِ نقلش ز نیجهان سوے جنان	هاتفی فرمود شیخ العصر بود
	۱۳۱۳ھ

وله

شهنشهی که ملقب بفضلِ رحمن بود	فخیم و واقفِ سرِّ خفی و راز جلی
ز بهر کسب کمالات ظاهر و باطن	بشهرِ علمِ محمد شده ز باب علی
چو شد بروضهٔ رضوان بعمر یکصد و پنج	زکا بسال بگفتا خدا پرستِ ولی
	۱۳۱۳ھ

ولها

شیخ الشیوخ حضرتِ مولای فی الکمال	قطبِ زمانه عارف و علامهٔ اجل
چون شد بدار خلد ازین دیر بی ثبات	گفتا زکا بسال خداترس بے بدل
	۱۳۱۳ھ

ولها

شاه احمد سعید خلیفهٔ برحق	خوشترین پورِ شیخ خلد وطن
چون بحق خرقهٔ خلافت یافت	در زمانِ سعید و سال حسن
سر بسر شد نفور از دنیا	رفت از دل بسوی دین همه تن
سر نه زد از دریچهٔ دهنش	هیچگه کلمهٔ ز ما و ز من
خلق چون دید از شه دیجاه	این روش این طریقهٔ احسن
در نگنجید اندرون لباس	از کمالِ خوشی چه مرد و چه زن
ساحتِ خاطرِ زمین و زمان	پاک شد از غبار رنج و محن
بر ادیم زمینِ هندستان	نور افشان شده سهیلِ یمن

خطۂ ہند باز از فیضش　　چشم دارم شود چو صحن چمن
نکہت خلق او کند تسخیر　　کشور ہند و ملک چین و ختن
ہاتف غیب باز گاے حزین　　سال فرمود شاہ شیخ زمن
۱۳ ۱۳ ھ

ولہ

چو بر سریر خلافت حق جلوس فرمود شاہ احمد　　شگفت گلگل ریاض جانہا شد ز دلہا ملال مطلق
بسال اجلاس شاہ ذیجاہ ذوالمعالی و ذوالمحامد　　بفرق افسر کامی مضطر بگفت احمد خلیفۃ الحق
۱۳ ۱۳ ھ

ولہ

مولاے اکابر زمانہ　　احمد جو ہوے خلافت آرا
سجادہ نشینیت مبارک　　رضوان نے خلد سے پکارا
صد شکر و سپاس خوابگہ سے　　پھر ہند کا جاگ اوٹھا ستارا
پھر باد صبا چلی چمن مین　　پھر غنچۂ گل کھلا دوبارا
پھر بلبل بوستان غزلخوان　　پھر قہقہہ زن گل ہزارا
پھر حسن و عشق شرمگین مین　　در پردہ روا ہوا اشارا
پھر لوے چرخ تہنیت گو　　لے ہاتھ مین چنگ و دف ستارا
پھر شاہد دین ہوا بصد ناز　　جلباب خفا سے آشکارا
پھر نیر اعظم شریعت　　کرنے لگا نور کا نظارا
پھر اختر اسعد طریقت　　عالم مین ہوا ہدایت آرا
پھر لشکر روشنان روشن　　مشرق سے نکل ہو صف آرا
اسلام کی تیغ کھنچ گئی پھر　　پھر کفر کا دل ہوا دوپارا
دنیا کی بنا خراب کرکے　　گھر بار اسلام کا سنوارا
حرص آز ہوا ہوس کے سر پر　　بے شبہہ تھا پشت پا کو مارا

خوشنود ہی نفس بو الہوس سے — بالکلیہ کر گئے کنارا
رسوا ہو پاس شہ کے آئے — دنیا سے دنی اگر قضارا
دکانِ جہان کے نفع مین وہ — سمجھے کہ ہی سر بسر خسارا
تسلیم رِضا غِنا توکل — خوش ہو کے بدل کیا گوارا
تقوی و طہارت و عبادت — دن رات یہی تھا شغل سارا
قرآن و حدیث پڑھ سُنانا — حضرت کا وظیفۂ دلارا
مسلوک سلوک باطنی مین — تقلید شہنشہ بخارا[۱]
گہ نورِ مراقبہ کے اندر — گہ جَیبِ سکون سے سر ابھارا
با عہد شکن وفا پرستی — با جنگ جو آشتی مُدارا
الحق کہ جناب شاہ احمد — مخدوم زمانیان ہمارا
اَحرٰی الیق پی خلافت — از روی قیاس و استخارا
کیا شہ کی صفت لکھے قلم سے — بیچارہ ز کاسے ہیچکارا
محبوبِ جنابِ کبریائی — مقبولِ رسولِ جنّت آرا
فرزندِ رشیدِ شاہ[۲] مرحوم — دلبند خلف بہت ہی پیارا
وہ سیّدِ پاک خسرو دین — وہ مرشد و پیشوا ہمارا
وہ مصحفِ ناطقِ الٰہی — اللہ نے عرش سے اوتارا
وہ ماہ کہ جس سے مہر انور — کرتا ہی شعاع استعارا
وہ کشور جود کا شہنشاہ — دے بخش گدا کو مُلکِ دارا
وہ صدق و صفا کا مہرِ انور — حسن و خوبی کا ماہ پارا
تہذیب ہی یا کہ دامِ تسخیر — اخلاق ہے یا کہ سحر سارا
پاس اونکے جو آئے اک نظر مین — ہو موم اگر ہو سنگِ خارا

۱؎ یعنی خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ ۱۲

۲؎ مولانا فضل رحمٰن رحمہ اللہ ۱۲

ذرّے پہ جو اک نظر کرین وہ
اُٹھ خاک سے ہو فلک کا تارا
اے نیّرِ اعظمِ کرامت
بندے پہ بھی اک نظر خدارا
کر زیب رقم دعا ز کا اب
احمد کی صفت کا کسکو یارا
جب تک رہے ماہ پر تو افگن
جب تک رہے مہر چرخ آرا
دنیامین رہے صحیح و سالم
احمد شہ دین مرا دولارا
اب سالِ خلافتِ شہ دین
لکھتا ہون یہان سُنو سہ بارا
احمد جو ہوئے خلیفۂ حق
ہاتف نے کہا خلافت آرا
۱۳۱۳ھ

ولہٗ

مرشد و مخدوم عالم قطب اقطاب زمن
مولویؔ فضل رحمن صاحب قدر و قیم
حامی شرع متین محبوب رب العالمین
قبلۂ دنیا و دین فخر امم بحر کرم
مشرق مہر شریعت مظہر شان خدا
مطلع ماہ طریقت منبع فیض اتم
مامن شاہ و گدا و محسن میر و فقیر
مرجع ہر خاص و عام و صاحب خلق اعم
نیّر برج حقیقت گوہر دُرج تُقیٰ
پرتوِ شمع ولایت لمعۂ نورِ قدم
قانع و ہم ضابط و ہم زاہد و ہم بردبار
متقی ہم عابد و ہم پارسائے محترم
فاضل و علامہ و کشاف معنای دقیق
المعیؔ و لوذعیؔ و معنویؔ و مغتنم
چون شمار عمر او تا یکصد و پنج آمدہ
شد ز دنیا از پئے گلگشتِ گلزار ارم
یافتہ از پیشگاہ خالقِ ہر دو سرا
خلد مسکن حور ہمدم زمرۂ غلمان خدم
پایگاہ رفعتش بین از زمین و از زمان
درگذشتہ بر فراز عرش اعظم ز و علم
در حروفِ معجمہ سالش رقم کردہ ذُکا
فضل رحمن اولیا حامیِ دین شمس العجم
۱۳۱۳ھ

ولہٗ

وحید الزمان مولوی فضل رحمن
رفیع المکان صدر دیوانِ محشر

شہِ اصفیا حامی دین وملت سرِ اولیا عارفِ پاک گوہر
زہی قدوۂ سالکانِ طریقت خہی زبدۂ عارفانِ مطہّر
زہی سرورِ اُسوۂ دین ودنیا خوشا سیّدِ پاکِ آلِ پیمبر
زہی سالکِ رہبرِ خلق وعالم خہی عالمِ ماہرِ چاروفتر
خدیوے بمصرِ غم ورنج خوشتر امیرے بملکِ غنا خاک بستر
چہ سلطان بہ اَلْفَقْرُ فَخْرِی مُباہی چہ خاقان بگنجِ قناعت مفخّر
چو دارا بہ تسخیرِ اقلیمِ دلہا مُوَفّق مؤیّد زحق چون سکندر
چہا میسّر بر بوریاے فقیری مُسَخَّر جہان کردے بے فوج ولشکر
براہِ طلب ہمچو فرہاد کُہ کَن کف ازجانِ شیرین بشوئید یکسر
چہا مہ بتاریک شب نور افگن چہا مہر روزِ جزا سایہ گستر
چہ بلبل بسوداے گل نعرہ زن چہا گل بصحنِ چمن خار بستر
زمشرق زمین تا باقصای مغرب مشرف زفیضش کہ ومہ برابر
نہادند سر بر زمینِ نیازش سرانِ فلک رفعتِ ہفت کشور
نیامد برش نا امیدی زامید کہ بے نَیلِ مقصود برگشت از در
نزاید دگر اینچنین پورِ خوشتر بعشرتگہِ شد یدرحا ر ما در
چو شد زین جہان سالِ رحلت رقم زد بخلدِ برین قطب شد کلک اکبر
۱۳۱۲ھ

وله

اے واے فضلِ رحمان شاہِ سریرِ علم خورشیدِ چرخِ عرفان ماہِ منیرِ علم
چون شد بباغِ رضوان از بسطیرِ علم گفتا زکا بسالش شیخِ الکبیرِ علم
۱۳۱۲ھ

وله

زہی قطبِ ہندوستان فضلِ رحمان زہی غوثِ عرشِ آستان فضلِ رحمان

زهی خواجهٔ خواجگان فضل رحمن — زهی قبلهٔ انس و جان فضل رحمن
چه نور بر دل عارفان فضل رحمن — چه شمع شب عاشقان فضل رحمن
بعلم و عمل هم بطاعات و تقوی — سبق برد از همگنان فضل رحمن
بملک شریعت طریقت حقیقت — چها بود شاه و شهان فضل رحمن
بسر داشت سودای عشق الهی — بدل راز پیغمبران فضل رحمن
متاعی بجز درد عشق و محبت — نمیداشت اندر دکان فضل رحمن
ببازار دنیا نیفگند گاهی — نظر سوی سود و زیان فضل رحمن
ز طفلی بسوی عاشقی می نمودی — هدایت به پیر و جوان فضل رحمن
بدلداری خاص و عام از ته دل — مقید چو صاحبدلان فضل رحمن
برفعت بعظمت بشان و بشوکت — بروی زمین آسمان فضل رحمن
باثیار و بخشش چو ابر بهاری — بجود و کرم بحر و کان فضل رحمن
بطوفان محشر پی کشتی ما — خوشا لنگر و بادبان فضل رحمن
گذشت از مکان و مکین و چه برزد — علم بر در لامکان فضل رحمن
ز مشرق زمین تا باقصای مغرب — مسخر نموده جهان فضل رحمن
چه پیش آمده ای حریفان محفل — ز ما رفت دامن کشان فضل رحمن
چو باد بهاری خرامان خرامان — گذشت از سرم ناگهان فضل رحمن
برفت از جهان سوی گلزار جنت — چو بوی گل گلستان فضل رحمن
دریغا بعمر صد و پنج سالش — قدم زد بدار الجنان فضل رحمن
به بست و سوم از ربیع نخستین — شد از خلق و عالم نهان فضل رحمن
بسال وصالش زکا شد چو سائل — فلک گفت ماه جهان فضل رحمن
زکا از سگان در تست لله — بسویش نظر یک زمان فضل رحمن

وله

سوختم در آتشِ هجرانِ تو | خوش بیا تا جان کنم قربانِ تو

مثلِ گُل خندم چو آید سوی من | بادِ صبحی از درِ بستانِ تو

زنده گردم گر مسیحائی کند | یک زمانی آن لبِ خندانِ تو

آفتابی کو بصد جاه و جلال | بر سرم تا بد ز شرقستانِ تو

کو مهی با صد تجلّی بر شبم | سر زند از رفعتِ ایوانِ تو

کو شبی گردیم چون پروانگان | گردِ شمعِ عارضِ تابانِ تو

در غمت ای گل بنالد تا کجا | خسته جانی بلبلِ نالانِ تو

بگذری گر بر سرِ من در منام | کم نگردد خسروا از شانِ تو

سرفراز دگر نوازش ها کنی | عامیی در حلقۂ خاصانِ تو

تو شهنشاهی بملکِ دلبری | من گدای بی سر و سامانِ تو

از حسینان سراپا حسن و ناز | بو العجب تر شاهِ خوبان شانِ تو

پرتوِ حسنت بطُور آتش زده | گشت بیخود موسیِ عمرانِ تو

یوسفِ مصری عزیزِ دو جهان | شاهدی از حجلۂ کنعانِ تو

از نگاهِ ناز خونم ریختی | ای سرت گردم چه احسانِ تو

مرغِ دلهای دو عالم شد اسیر | در کمندِ کاکلِ پیچانِ تو

عالمی را ساخته زیر و زبر | شوخ چشمیها جنبشِ مژگانِ تو

زخمها دارم بدل ابرو کمان | بیخطا از ناوکِ پنهانِ تو

مایۂ یحیی العظامی سر بسر | ای مسیحا در لبِ خندانِ تو

کوثر و تسنیمِ جنت یافته | آبرو از چشمۂ حیوانِ تو

جسم را جان داده جانرا عمت | ای جهان جسم و جهان قربانِ تو

عاشقان را سوختن فرمودۂ — دہ چہ خوش فرمانروا فرمان تو
کافرِ عشقت شدن اسلام ما — عاشقان کشتن صنم ایمان تو
بہتر از آزادے ہر دو جہان — عاشقان را قید در زندانِ تو
آرزو داریم چون مردانِ عشق — جان فدا سازیم در میدانِ تو
سیر گے سازد گلوے خشک من — غیر آبِ خنجرِ برّانِ تو
خوشتر آمد ای زکائی خستہ جان — مطلعے از دفترِ دیوانِ تو
چون علم شد تیغ خون افشان تو مطلع سر فرو کردند جانبازان تو
کربلا شد کوچہ و بازار ہا — از قتیلانِ بخون غلطانِ تو
بر فلک شد نالہاے جان خراش — از جفاے دردِ بیدرمانِ تو
خاست طوفان بلا ہر چارسو — ز آبِ اشکِ چشمِ مہجورانِ تو
دمبدم جامِ شرابِ غم کشند — بر درِ میخانہا مستانِ تو
رستمی باید کہ آید سر بکف — پاے کوبان بر سرِ میدانِ تو
آن شہنشاہی کہ با صد جان و دل — ہر دو عالم بندۂ فرمانِ تو
این تمنایم شہا کارم بکف — خوش متاع دردِ ازدگانِ تو
دیدنِ روے تو میدارم ہوس — ای کہ جان و دل مرا قربانِ تو
آتشے در خرمنِ دل زد زکا — سوز فریادِ دلِ بریانِ تو
بر درِ شاہی بروا کنون بسر — آنکہ دردِ تست وہم درمانِ تو
فضلِ رحمٰن ایکہ باشد یک جہان — زلّہ بردار فیوض از خوانِ تو
ریزۂ از خوان مدار از من دریغ — تو خلیلی و منم مہمانِ تو
ہیچکس بے نیل آمالِ خودش — بر نگردید از درِ احسانِ تو
شد گلستانِ ارم ہندوستان — از بہارِ سنبل و ریحانِ تو

ظلمت آباد جهان پر نور شد		از ضیای روی نور افشان تو
ای شه اقلیم حسن لایزال		یا دم آمد مطلعی در شان تو
غیرت مه عارض تابان تو	مطلع	رشک سنبل کاکل پیچان تو
طائر سدره نشین در یک زمان		شد شکار ناوک چشمان تو
جان جانان معشوقی و هم عاشقی		یک جهان دلدادهٔ یک آن تو
در شبستان محبت دیده ام		نور شمع عارض تابان تو
جز نهال عاشقی سر بر نزد		از زمین صحبت یک آن تو
از سمند خوش عنان عاشقان		برد سبقت اشهب یکران تو
عارفان رفتند راه معرفت		در شعاع نیر عرفان تو
مالکان خرمن اسرار حق		خوشه چین از خرمن احسان تو
همعنان تو نشد از شاطران		شاطری در عرصهٔ جولان تو
درة التاج شهان دین شده		گوهر کان سر زد از عمان تو
شاهبازان هوای سرمدی		در هوا از بازوی پران تو
از زمین و از زمان بیرون شده		زد علم بر آسمان اعلان تو
پاک از آلایش هر گونه		جلوه گر شد گوهر امکان تو
سکه کان در یثرب و بطحا زدند		بر زدند اندم بهندستان تو
همسری با خطهٔ گیلان زمین		می سزد ای شه بشهرستان تو
بر ثبوت دعوی حقانیت		حجة الحق بودنت برهان تو
شاه من ای من گدای کوی تو		جمله شاهان تابع فرمان تو
بنده بی باکم ذکای مستمند		کمترینی از ثنا خوانان تو
آرزو دارم که در هر دو جهان		دست من باشد بدامان تو

ولهٗ

ساقیا محفل مین آنا چاہیے ۔ بادۂ گلگون پلانا چاہیے
قطرۂ مے سے حریفِ بزم کو ۔ مست و دیوانہ بنانا چاہیے
میکدے کے در پہ پیرِ مغان ۔ می پرستون کو بُلانا چاہیے
دمبدم گردش مین لاکر جامِ مے ۔ بادہ خوارون کو چھکانا چاہیے
عاشقِ دیدار کو اے مہ لقا ۔ عارضِ تابان دکھانا چاہیے
تو سپہرِ حسن کا ہی ماہتاب ۔ مُنہ نہین مہ کو چھپانا چاہیے
آتشِ رخسار سے اے مہوش ۔ شعلہ رویون کو جلانا چاہیے
فرطِ حسرت سے سحر تک بزم مین ۔ شمعِ محفل کو رولانا چاہیے
مردۂ صد سال کو عیسی نفس ۔ جنبشِ لب سے جِلانا چاہیے
کاکلِ پُرپیچ و خم کے دام مین ۔ طائرِ دل کو پھانس لانا چاہیے
سینۂ بے کینۂ عشاق پر ۔ تیغ ابرو آزمانا چاہیے
خوشخرامِ ناز سے طاؤسِ حسن ۔ فتنۂ خفتہ جگانا چاہیے
تُرکِ چشما آہوانِ دشت کو ۔ صید کر کے چھوڑ جانا چاہیے
عاشقون کے دل مین رہ کر اے صنم ۔ خانۂ ویران بسانا چاہیے
داغِ فرقت سینۂ صد چاک سے ۔ آبِ وصلت سے مٹانا چاہیے
اے بہارِ بیخزان پھر ایکبار ۔ گلشنِ عالم مین آنا چاہیے
غنچۂ گل کی طرح شام و سحر ۔ دل کے زخمون کو ہنسانا چاہیے
سجدہ گہِ شیخ و برہمن کے لیے ۔ یار تیرا آستانا چاہیے
اے زکا دیر و حرم کو چھوڑ کر ۔ کوچۂ جانان مین جانا چاہیے
فضلِ رحمٰن اے طبیبِ دردِ دل ۔ درد کی دارو کھلانا چاہیے

ہجر کی آتش کو آبِ وصل سے | بارشِ رحمت بجھانا چاہیے
کام جان ناکام کے بھی واسطے | ہان ذرا لب کو ہلانا چاہیے
خاک سے افتادگانِ خاک کو | دستِ شفقت سے اوٹھانا چاہیے
اک توجہ سے ترکا سے رند کو | پارسا زاہد بنانا چاہیے
لیس فی دلقی سواہٗ کا سبق | ہر نفس ہر دم پڑھانا چاہیے
دیو نفسِ بوالہوس ہو دم مین رام | وہ فسون شاہا سکھانا چاہیے

سرشار۔ شاعر عالی مقدار

چو مولانا محمد فضل رحمن | کہ بود انسانِ عین و عینِ انسان
بعلمِ ظاہری علامۂ عصر | بعلمِ باطنی یکتاے دوران
گذشت از دار فانی حیف صد حیف | خرامان شد سوے گلزار رضوان
ز فیضش بہرہ ور بود ست عالم | خوشا نقشے کہ بست از نقشبندان
سنِ عمرش شدہ تا یکصد و پنج | برفت آخر بقربِ حق شتابان
سنین رحلتش سرشار محزون | باہلِ اللہ گفتا فضلِ رحمان
۱۲۰۹ ۱۴

سجاد۔ جناب محمد سجاد حسین صاحب کرسوی

شہِ فضلِ رحمن سدھارا و لیا | ہوے جبکہ راہیِ ملکِ بقا
دریغا دریغا دریغا دریغ | یہ ہر سمت سے آرہی تھی صدا
علی الصبح جمعہ تھا سامانِ حشر | سرِ شامِ جمعہ تھا محشر بپا
نہان ہو گیا آج زیرِ زمین | جو تھا دینِ اسلام کا پیشوا
کہون کیا کہ تھا کیسا رنج و الم | جو بدرِ ولایت زمین مین چھپا
جہان مین بہت ہو گئے ہین ولی | مگر یہ سدھارا ولیا ہو گیا
سرِ لفظ باقی سے سن لکھ دیا | ولی حیند ۱۱ افسرِ پیشوا ۱۲ ۱۳

وله

لکھون مین وصف اس شوکت سے اپنے دین کے سلطان کا
کہ سرخی سرخیِ گل ہو قلم ہو شاخ مرجان کا

جہان مین ہو گیا شہرہ جنابِ فضل رحمن کا
درِ اقدس سے ہوتا ہی نمایان نور یزدان کا

نہین ایسا ولی کوئی مین اپنے پیر کے قربان
در و دیوار پر ہر چار سو ہی نور رحمان کا

جسے انوار غیبی دیکھنا ہو آکے وہ دیکھے
یہ درجہ ہی شہنشاہِ ولایت فضل رحمان کا

ہوا نورِ طریقت سے جو عالم سر بسر روشن
حقیقت مین یہ احسان و کرم ہی فضل رحمان کا

شعاعِ آفتابی کیون پڑی ہی آکے روضے پر
زیارت کا ہوا ہی قصد شاید مہر تابان کا

جسے ہو دیکھنا دیکھے وہ جلوہ حق کا اس جا پر
نظر آتا ہی بے پردہ یہان نور یزدان کا

جن و انسان کی کیا ہستی ملک آتے ہین روضے پر
بڑھا ہی عرش سے پایہ مزارِ فضل رحمان کا

مزارِ پاک پر ہر چار جانب شان خالق ہی
سراپا نور ہی مرقد جنابِ فضل رحمان کا

مین لکھون وصف کیا اوس قامتِ رعنای دلجو کا
یہ شایان ہی کہون گر مین مجسم نور یزدان کا

جبینِ پاک پر جسکی نظر یونہی یقین آیا
مہ کامل ہی یا شمس الضحیٰ یا نور یزدان کا

عجب نامِ خدا چہرے پہ نورِ حق برستا ہی
خجالت سے ہوا ہی زرد منہ خورشید تابان کا

مشایخ اور ملائک قدس کے کرتے ہین دربانی
عجب ہی شان اور درجہ جنابِ فضل رحمان کا

خدا نے ذاتِ اقدس کو بنا رکھا ہی آئینہ
نمایان ہو رہا ہی عکس جسمین شان یزدان کا

رخ پر نور پر تو ہی جو شانِ کبریائی کا
نہین درجہ ہی اوسکے سامنے کچھ ماہ تابان کا

زہے قسمت طوافِ روضۂ انور ہوا حاصل
جہان پر ہر گھڑی رہتا ہی پہرا حور و غلمان کا

توجہ جس طرف ہو جاے اوس شاہِ ولایت کی
اگر ذرے سے بھی کم ہی بنے خورشید عرفان کا

جو خواہش قیصر و خاقان کی ہی اس در کی دربانی
یہ کہدو جاکے دونون سے قدم لین یہانکے دربان کا

لکھون مین وصف کیا اوس شہنشاہِ مقدس کا
دہن ہی کان خوبی و سینہ گنج عرفان کا

درِ اقدس پہ بارش ہی سحابِ رحمتِ حق کی
بڑھایا حق نے یہ رتبہ جنابِ فضل رحمان کا

جو خدمت روضۂ انور کی حاصل ہو گئی مجھکو
یہ رتبہ کسطرح ہوتا ہی دیکھون ہر مسلمان کا

ملا ہی بوریا مجھکو جو اِس سرکار عالی سے
مری نظرون مین کب رتبہ ہی اب تختِ سلیمان کا

کہین خادم ہی جو سجادۂ اُس شاہِ ولایت کا
ہوا جاروب کش انکا نہین رتبہ یہ سلطان کا

کرون گر فخر اپنی شعر گوئی پر تو زیبا ہی
کہ آخر مدح خوان ہون مین جنابِ فضل رحمان کا

اگر ہو کچھ ترا مطلب بڑھادے دست خواہش کو
کہ دم بھر مین یہان ملتا ہی سکو ملک امکان کا

اوٹھا تو ہاتھ کو بہرِ دعا براہِ عقیدت سے
وسیلہ حضرتِ آفاق شاہِ ملک عرفان کا

مین آیا بارگاہِ شہ یہ ہون حسنِ ارادت سے
لکھا جاتا ہون خادم مین جنابِ فضل رحمان کا

ہوا ایسا ہون مین عاجز زمانے مین فلاکت سے
نظر ہو جائے بخشش کی ملے حصہ ثناخوان کا

ترے ہی آستانے پر پڑا ہون آکے ای مرشد
جوا ہر سے بھر و دامن شہا اد ثناخوان کا

نہین کہنے کی کچھ حاجت مجھے سرکار والا مین
کھلا ہی راز دل سبکا وہ آئینہ ہی عرفان کا

یہی ہی التجا ہر دم تری درگاہ اقدس مین
نہ ممنون ہون کسی ہمچشم کے مین بارِ احسان کا

جنابِ پیر و مرشد کا قیامت تک رہے سایہ
رہے جاری ہمیشہ بحرِ فیضِ فضل رحمان کا

یہ کرتا عرض ہی سجادؔ اب درگاہ عالی مین
کہ بس ہو خاتمہ بالخیر شاہا اس سخن دان کا

سعید۔ جناب مولوی محمد سعید صاحب ساکن ایرا یان ضلع فتحپور ہسوہ

کجائے فضلِ رحمن ہان کجائے
ندارم طاقتِ درد جدائی

غمِ تو تا درآمد در درونم
برونم از خودے وانہ خدائی

غمِ تو کے برآید از درونم
برون تا از مزار خود نیائی

تو خود رفتی و ہمراہم نبردی
نباشد این طریق آشنائی

نمی دانستم اندر دار دنیا
دلم بردی و دل را دلربائی

بخواہم از دل و جان تا قیامت
کنم بر آستانت جبہہ سائی

تو باشی در طریقت با شریعت
تو دلہی عاشقی در پارسائی

چو بے تو مشکلم در مشکل افتاد — کہ آید بر سرِ مشکل کشائی
نگاہے بر سعید بے نوائی — ز مشتاقان چنان بیرخ چرائی

ولہٗ

چیست ارشاد زکوی تو روم یا نروم — آہ فریاد زکوے تو روم یا نروم
خاک از آتش ہجرِ تو شدم سر تا پا — رفتہ بر باد زکوے تو روم یا نروم
شد متاع خرد و صبر و قرارم تاراج — داد بیداد زکوے تو روم یا نروم
مہر و لطف و کرمت صحبت یاران طریق — آیدم یاد زکوے تو روم یا نروم
کوہ غم برق الم سنگ جفاے ہجران — برمن افتاد زکوے تو روم یا نروم
فضل رحمانی و رحمی ز تو دارم در کار — تا شوم شاد زکوے تو روم یا نروم
ہر کہ ماندست بماندست دلی ہمچو سعید — کس نماناد زکوے تو روم یا نروم

سعید جناب مولوی محمد سعید صاحب ساکن بنارس محلۂ پرانی عدالت

بجنت فضل رحمن آہ داخل شد — گل غم بر شگفت از گلشن جانم
سعیدِ خادمِ خدام سرکارش — بگفتا سال وصلش - پیر ذیشانم

سید - جناب مولوی سید اشرف صاحب ساکن بنارس محلۂ پرانی عدالت ۱۳۱۳ھ

بملک بقا فضل رحمن برفت — درین غم شو دگرد گارم معین
پیٔ سال - سید - سروش خرد — بگفتا - غمِ اکمل الکاملین ۱۳۱۳ھ

سروش جناب مولوی سید انوار احمد صاحب ڈپوٹی مجسٹریٹ ضلع سارن ۱۳۱۳ھ

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الشَّرِیْفَ ۱۳۱۳ھ

ولہٗ

فضل رحمن رہبر دین خدا — رفتہ از دنیا بجنت شد مقیم
سال وصل آن ولی گفتا سروش — سکنش گردید جنّتُ النعیم ۱۳۱۳ھ

سهیل - جناب منشی محمد شکر الله صاحب نزیل حال بهوپال

آب و رنگِ گلشنِ دین فضل حق چون نسیم ۔۔۔ رفت از گیتی بگلگشتِ گلستانِ جنان
دیده جیحون سینه پر خون گشته عالم تیره گون ۔۔۔ آه از چشمِ جهان خورشید تابان شد نهان
بود محبوب حق و هم عاشقِ محبوبِ حق ۔۔۔ او بر احمد و اله و بر وی خدا خود مهربان
مستنیر از طلعتِ نورانی او آفتاب ۔۔۔ مستفیض از خدمتِ دربانی او آسمان
باد کویش جان فزای خسته هر درد و رنج ۔۔۔ خاکِ راهش توتیای دیدهٔ هر انس و جان
بود انوار الٰهی را دل دانشش آینه ۔۔۔ بود اسرارِ کماهی را زبانش ترجمان
عالمِ عامل امامِ عصر خضرِ راه دین ۔۔۔ عارفِ کامل جنیدِ وقت شبلیِ زمان
سالکِ راهِ شریعت هادیِ برنا و پیر ۔۔۔ ماحیِ کفر و ضلالت حامیِ اسلامیان
عینِ عالم همچو او در عالمِ امکان ندید ۔۔۔ سالکی با فر و هیبت صوفیِ معجز بیان
هر دعائی کز لبش شد رهگرا سوی فلک ۔۔۔ با اثر همدوش بودی با اجابت همعنان
چون نسیم زد عالمی را جان و دل از فرطِ رشک ۔۔۔ فرشیان با ویرنج و عرشیان خوش و شادمان
اهلِ عالم سربسر مدهوش و هر یک شد خموش ۔۔۔ گوئیا شهرِ خموشانست از حیرت جهان
هجر او از دیده هر سو میکند جاری فرات ۔۔۔ یادِ او در سینه هر دم میزند نوکِ سنان
بود از ماهِ ربیع الاولین بست و دوم ۔۔۔ روز جمعه بعد مغرب گشت سوی حق روان
گفت هاتف سالِ وصلش چون ز دنیا پا کشید ۔۔۔ واصلِ حق شد ز راهِ قربِ آن قطبِ زمان

۱۳۱۲ھ

وله

منت ایزد را که حق بگرفت بر مرکز قرار ۔۔۔ هست احمد جانشینِ آن امامِ عارفان
آنکه بعدِ فضلِ رحمن آمده هادیِ خلق ۔۔۔ آنکه بعدِ مهر گشته ماهِ رخشانِ جهان

۱۲ ربیع الاول [illegible] قطعه [illegible] مقبره [illegible] در گنبد مسجد شریف [illegible] مرادآباد [illegible]

آنکه باشد حامد محمود مطلق دمبدم
آنکه باشد عابد معبود برحق هر زمان

آنکه در وقت تکلم آمده گوهر فروش
آنکه در گاه تبسم آمده شکر فشان

در شریعت رهنما و در طریقت مقتدا
در حقیقت پیشوا در معرفت بحر روان

پادشاه ملک معنی آفتاب چرخ دین
عاشق خیر الوری محبوب انس و جان

چون نسیم لطف او اندر گلستانی وزید
گشت فارغ از خلاف صرصر باد خزان

سر فرو آورد هر کس بهر پابوسی او
بالیقین بنهاد پای خود بفرق فرقدان

در تصوف در شریعت در طریقت در حدیث
نکته سنج و نکته فهم و نکته گوی و نکته دان

نیک سیرت نیک صورت نیک رای و نیک خوی
پاک طینت پاک ظاهر پاک باطن پاک جان

حبذا شان رفیع عتبهٔ پر شوکتش
آمده جن و ملائک بر در او پاسبان

نیست گر عزم نثار مقدم او پس چرا
دُر بر دامن ریزد صدف جوهر برون آید ز کان

چون ننازم بر حلو آیش که آمد ذات او
مرجع درماندگان و دستگیر بیکسان

دست او آمد سحاب رحمت و دریای جود
طبع او آمد سپهر شوکت و کهف امان

وسعت فضلش فزون از حیطهٔ حصر و قیاس
رفعت قدرش برون از اندازهٔ وهم و گمان

گر بصحرا او فتد چشم کرامت زای او
آب ریزد از چنار و بار آرد خیزران

تا شده بر مسند ارشاد ذاتش جلوه گر
حکم او گردید در اقصای بحر و بر روان

گرگ در صحرا ز پاس سطوت او دمبدم
میکند در گلهٔ اغنام کار گله بان

گوهری چون او نزاید از زمین تا روز حشر
اختری چون او نتابد زاسمان صد قران

هیچ خوفم نیست از کج مهری گردون دون
در بیاض دل ز مهر مهر او دارم نشان

تا کجا سازم رقم اوصاف ذات پاک او
تا کجا آرم صفات نیک او اندر بیان

نیست در بحر ستایشهای او پیدا کنار
ناپدید آمد به بیدای مدیح او کران

ناگوار سامعان باشد طوالت در کلام
بر دعا ختم سخن کن ای سهیل مدح خوان

تا فلک گردد۔ بکامِ او بود لیل و نہار | تا جہان ماند۔ بماند فیضِ او اندر جہان

دشمنانش با دحیران دوستانش در قرار
تا زمین دارد سکون تا دور دارد آسمان

شائق۔ جناب مولوی مرتضیٰ اشرف خانصاحب رئیس نارس پرانی عدالت

افسوس کہ شاہ فضلِ رحمن | گردید روان ز ملکِ ناسوت
شائق ز سروش سال وخواست | گفتا کہ۔ غروبِ مہر لاہوت
۱۳۱۸ھ

شیفتہ۔ جناب مولوی ابوالجمیل محمد عبدالجلیل صاحب متوطن بھگوانپور

دریغا کہ شد فضلِ رحمٰن کنون | روان زین جہان سوے دار البقا
چو بودہ ز خاصان حق بہر سال | بگو شیفتہ بودہ خاصِ خدا
۱۳۱۳ھ

عارف۔ جناب محمد عارف صاحب ہرسنگھ پوری دربھنگوی

قطعۂ اولی

دریغا کہ شد فضل رحمٰن کنون | روان سوی خلدِ برین زین جہان
اگر سال تاریخ پرسد کسے | بگو عارفا۔ افضلِ عارفان
۱۳۱۳ھ

قطعۂ ثانیہ

چو محبوبِ الٰہی فضلِ رحمٰن | نمودہ جان پاکش نذر جانان
بگفتم بہر سالش با دلِ زار | کہ محبوبِ الٰہی فضلِ رحمان
۱۳۱۳ھ

قطعۂ ثالثہ

دریغا کہ مولاے ما فضلِ رحمٰن | ز دارِ فنا شد بفردوس داخل
اگر عارفا سال تاریخ خواہے | بگو ہا یہا شد بفردوس داخل
۱۳۱۳ھ

قطعۂ رابعہ

فضلِ رحمٰن مہرِ اوجِ معرفت | اس جہان سے چل بسے یا حسرتاہ

سال رحلت کی تلاش و خوض مین … فکر نے عارف کے دل مین کی جو راہ
ہو کے بیدل یون خلائق نے کہا … چھپگیا خورشید عالم آہ آہ

قطعۂ خامسہ

جنابِ فضلِ رحمن غوثِ دوران … نہان جب ہو گئے کنج لحد مین
کہا عارف نے سال از روے الہام … کہ آہا گم ہوئے ذات احد مین

قطعۂ سادسہ

فضل رحمن کہ ذات سے جنکی … عرش اعلی پہ تھا دماغ ہند
ہی یہ اون کے وصال کی تاریخ … آہ اب بجھگیا چراغ ہند

قطعۂ سابعہ

جب غوث زمان قطب جہان ازفنا سے … داخل ہوئے جناتِ نعیم ابدی مین
پردے کو دوئی کے تم اوٹھا کر یہ تاریخ … عارف یہ کہو گم ہوئے ذات احدی مین

ثامنہ بطرز قصیدہ

سر سے کسکا ظل دامان اوٹھ گیا … جو مری راحت کا سامان اُٹھ گیا
دل کو میرے سخت کیون ہے بیکلی … کیا ہوا جو راحتِ جان اُٹھ گیا
بلبلین یون ہر طرف روتی ہین کیون … کیا جہان سے یار وبستان اُٹھ گیا
کسکے ماتم مین ہی دامن چاک گل … آج کیون رنگِ گلستان اُٹھ گیا
کسکا ہی سارا زمانہ نوحہ خوان … کیا ہی کیا عالم کا سلطان اُٹھ گیا
کیون یہ ہی برہم زمانہ اسطرح … کیون خوشی کا سارا سامان اُٹھ گیا
کیون اندھیرا ہی جہان مین ہر طرف … کیا جہان سے مہر تابان اُٹھ گیا
تو ہی ای دل کچھ بتا اسکا سبب … کیا کسیکا جان جانان اُٹھ گیا

ولطائف ... سال مطلوب نمایند ساقط کردہ آید از مادۂ تاریخ و چون عدد ... واقع است وسط آن کلمہ است کہ در خلائق الف ۵۰ دل

کیا نہین معلوم تجکو بدنصیب ‌ ‌ اس جہان سے فضلِ رحمان اُٹھ گیا
کیا رہا باقی بھلا کہیے یہان ‌ ‌ جب یہان سے فضلِ رحمان اُٹھ گیا
کیون نہو برہم زمانہ آجکل ‌ ‌ حکم رانِ جن و انسان اُٹھ گیا
کیون نہو جائے اندھیرا کل جہان ‌ ‌ آفتابِ چرخِ ایقان اُٹھ گیا
جس سے تھا عالم مین عالم نور کا ‌ ‌ آج وہ مہرِ درخشان اُٹھ گیا
کیون نہون غمگین سارے اولیا ‌ ‌ سرور و سردارِ پاکان اُٹھ گیا
کیون نہ کل قدوسیان ماتم کرین ‌ ‌ مقتدائے دین و ایمان اُٹھ گیا
کیون نہ روئے عارفِ زار و حزین ‌ ‌ دردِ دل کا اوسکے درمان اُٹھ گیا
کرتے تھے جسکی ملک پا بوسیان ‌ ‌ آج وہ محبوبِ یزدان اُٹھ گیا
کیون نہو ماتم جہان مین ہر طرف ‌ ‌ آہ فخرِ جن و انسان اُٹھ گیا
کیون نہو مسدود بابِ معرفت ‌ ‌ فاتحِ ابوابِ عرفان اُٹھ گیا
مطلعِ انوارِ عرفان اُٹھ گیا ‌ ‌ واقفِ اسرارِ پنہان اُٹھ گیا
یادگارِ نقشبندان اُٹھ گیا ‌ ‌ رہنمائے راہِ احسان اُٹھ گیا
نورِ چشمِ شاہِ جیلان اُٹھ گیا ‌ ‌ بلبلِ گلزارِ گیلان اُٹھ گیا
واقفِ اسرارِ قرآن اُٹھ گیا ‌ ‌ مہبطِ انوارِ یزدان اُٹھ گیا
الغرض اِس عالمِ فانی سے جب ‌ ‌ دردِ عصیان کا وہ درمان اُٹھ گیا
بولے عیسیٰ[1] آہ واویلا کے بعد ‌ ‌ اِس جہان سے فضلِ رحمٰن اُٹھ گیا

عزیزِ جناب منشی ولایت علیخان صاحب رئیس ملانوان مقیم صفی پور

آہ آہ از انقلابِ این جہانِ بے ثبات ‌ ‌ فضلِ رحمٰن عارفِ معروف شد سوی الٰہ
گفتہ شد تاریخ او در صنعتِ نادر عزیز ‌ ‌ بست و دو اول ربیع از جمعہ بیگہ شد پگاہ

[1] فیہ اشارۃ الی کون التاریخ عیسویًا ولا یخفی ما فی التسمیۃ من اللطافۃ فافہم ۱۲

باز هاتف مصرع دیگر فرو خواند از فلک — شام جمعه مه ربیع اول بست و دو آه

های آه از بست و دو اول ربیع آدینه شام — مصرع ثالث بود گر بشمری بی اشتباه

اینچنین تاریخ گفتن گرچه جا لکاهی بود — ای عزیز آن به که باخبر بیش هر یک خاک راه

ماه و روز و روز ماه و وقت سال و واقعه — آشکارا کرده ام بنگر بحکم اکتناه

ترک تعقیدات و ترک تعمیه با تخرجه — غور کن اندر قیود هشتگانه زانتباه

کس نگفتا مصرع تاریخ بیش از من چنین — باز جو اندر کلام جمله گر داری نگاه

روز با تاریخ نامه دیده ام در نظم بعض — وین همه یکجا نه بینی هیچ جا و هیچ گاه

هر سخنور کش فرو سنجد بمیزان خرد — آفرین گویان بود بر اختراع من گواه

ور تو بنمائی مرا در گفته پیشینیان — اختراعم باطل و زانصاف باشم عذرخواه

بعد ازین یک بیت لفظی آورم با معنوی — همچنان بشمر که بصرفه نگوئی واه واه

سیزده با الف و سه صد جمعه بگه دو بدو — از اجل آمد پیام اول ربیعش آه آه

هر که گوید اینچنین تاریخ مثل فکر من — با دعاے خیر یاد آرد مرا هم گاه گاه

وله

فضل رحمن چون شهید عشق بود — جان نش از حق یافته جان دگر

سال او از جان جان پیدا شده — اے عزیز اعداد آحادش نگر

وله

هیهات که آگاه فقیر عالم — شد جانب فردوس معلی ناگاه

تاریخ وفات او رقم کرد عزیز — هی هی ز جناب فضل رحمن آه آه

وله

فضل رحمن بزرگ و صالح و مرد خدا — رخت بر بست و علم در جنت الماوی بزد

گفت سال عیسوی در لفظ و در معنی عزیز — در ارم شد او هزار و هشت صد پنج و نود

ولہ

فضل رحمٰن کہ ز اسرار خدا بود آگاہ	رفت و شد روز ز تاریکی اندوہ چو شب
لفظ و معنی بہم آورد بتاریخ عزیز	در ہزار و سہ صد و سیزدہ رو کردہ برب

۱۳۱۳ھ

ولہ

فضل رحمٰن بخویشتن بردہ	علم و زہد و مسائل دینی
سال معجم عزیز بنوشتہ	زیب جنت بزینتش بینی ۱۳۱۳
بہر فصلی بیفگن از ذاتش	صرف آخر بنا در آئینی ۱۳۰۳

ولہ

زمانہ ہو گیا برکت سے خالی	ہوا یہ حادثہ کیا سخت جانکاہ
عزیز اندوہگین لکھتا ہون تاریخ	جناب فضل رحمٰن اب گئے آہ

۱۳۱۳ھ

ولہ

فضل رحمٰن عالم و مرد بزرگ و باعمل	ہمچو خورشید درخشان گشت پنہان زیر گل
مہملہ بنوشت تاریخ وصال او عزیز	کرد در صدر ارم آرام والا اہل دل
ہر دو میمش را سہ گونہ کن دو گونہ دال را	بینہ را باز بر کن بے تکلف متصل ۱۳۱۳
گرچہ ہر شاعر چنین نادر نگوید ای عزیز	دور باش از خودستائی تا نباشی منفعل
خود دہد داد سخن آنکس کہ بشناسد سخن	این قضیہ بر ہنر کیشان صاحبدل بہل

ولہ

ہوا کیسے مرد خدا کا وصال	ہوئے ختم اوسپر سب آداب زہد
لکھا سال بنگالہ مین نے عزیز	گئے فضل رحمٰن گیا داب زہد

۱۳۰۲

عبد الصمد۔ جناب قاضی عبد الصمد صاحب بلگرامی

نہ کیون مضطرب غم سے ہون اہل حق	کہ مرشد گئے سوے ملک بقا

رقم سال رحلت ہوا اسطرح	ہوئے آج بس فضل رحمن جدا

وله

فضل رحمن نہین ہین دنیا مین	دلکو اس غم نے پایمال کیا
سال عبد الصمد نے یہ لکھا	اُف ہی مرشد نے انتقال کیا

وله

فضل رحمن نہین رہے ہی ہی	دخل کیا حق کے کارخانہ مین
لکھ تو عبد الصمد یہ فصلی سال	اونکا ثانی نہ تھا زمانہ مین

وله

گئے فضل رحمن جو سوے جنان	قیامت بپا خلق مین کیا ہی آج
یہ ہے عیسوی سال عبد الصمد	عجب غم کا شہرہ ہر اک جا ہی آج

وله

فضل رحمن نے آہ کی رحلت	دلکو عبد الصمد ملال ہوا
سال سمبت سر یقین سے لکھا	بعد مغرب کے انتقال ہوا

غنی۔ جناب مولوی عبد الغنی صاحب قائم گنجی

آنکہ در فقہ و احادیث و صول و تفسیر	بود یکتا بمیان علماے کامل
دانشش آموز علومش بدیار دہلی	شاہ اسحق گرامی گہر دریا دل
دلق درویشی او بود ز شاہ آفاق	وز غلام علیش دولت شاہی حاصل
آن دو فخر سلف و پشت پناہ خلاق	یافتندش خلف و بہر خلافت قابل
ناخدا از پئے کشتیِ ہدایت کردند	کار در خلق ز گرداب بسوی ساحل
محو اخلاص و ادب بود بآل و اصحاب	عاشق احمد مرسل چو اویس و اصل
آنچنان پیرو سنت شد و سرگرم آمد	کہ برفتند پسش پیشروان کامل

همچو اصحاب گدا صورت و شاه معنی — بعیان رفته دل از کف بنهان حاصل دل
هرچه جمع آمده از مال پریشان کردش — مجتمع وا و اگر شد متفرق حاصل
حضرتش مرجعِ امید و مآلِ آمال — که هر آسی و سراسیمه اش آمد آئل
بزم او تذکرهٔ سیرت و وصفِ پاکان — پاک از غیبت و حرف غلط و لاطائل
مسندش بود سه چار زرسنهای پلاس — بوریا بسترِ او کاسه و کوزش از گِل
خوش بآن حجرهٔ تنگی که شده خوابگهش — شاد از آن مسجدِ دیرینهٔ شکسته چو دل
گه بتدریس احادیث بمسجد مشغول — گه بتعلیم مقامات بحجره شاغل
می شد از ذوق باشعارِ حقیقت اشعار — گاه از فارس گه از اردو بها کا قائل
چون جنابِ نبوی گاه لبش در طیبت — گاه چشمش ز الم چشمهٔ اشکِ سائل
گه ببازار خرامان پئے سودائے ثواب — کار داز بهر عجوز آرد و ملح و فلفل
گه ببازیگه طفلان برسید و پرسید — که از این جمله کدام ست یتیم و عائل
گه بدروازهٔ مسجد نگران شام انگام — از پئے مقدم مهمان غریبِ منزل
گه سحرگه بدر استاده زجمع اضیاف — بیکے گفت که فاخرج بدگر گفت انزل
گه زدے آه بناگاه که سوز د سینه — گاه می گفت هُوَ الله که خوردی بردل
یکصد و پنج شد از عمر شریفش لیکن — نه معطل ز شنیدن نه ز دیدن عاطل
نه نمد پوش قلندر نه مزخرف صوفی — نه خطیبِ سخن آرا نه عزائم عامل
نه به تسبیح و مصلا نه بدلق و جبه — نه بدستار و عمامه نه بشمله خائل
نه بجذب و نه بجوش و نه بحال و نه بقال — نه به غلطیدن خاک و نه برقصِ بسمل
جاده پیرایه و آمیخته با سائر ناس — باز نشناخته از عالی و وسط و سافل
داشت دو پله کلاهے ز قماشیکه درو — جامهٔ جمله تنش بود و شریکے شامل
هرچه گفتست کمین بندهٔ دل خسته غنی — نیست اغراق فضول و نه غلو فاضل

غیر از صدق و صفا نیست خمیرِ سخنش
کہ ہمہ جوہرِ حق بیخت ز پرویزنِ دل

شد چو وصلش بخدا فصل ز تن پرسیدم
سالِ این فصل و وصالش زخرد چون سائل

گفت از فصل و وصال ست کہ فضلِ رحمٰن
از سرِ جسم چو برخاست بحق شد واصل

جناب منشی غلام دستگیر صاحب نگرامی

جو اس دار الفنا سے فضلِ رحمٰن
گئے دار البقا مین بہر آرام

کہا ہاتف نے انکا سال تاریخ
گیا چھپ وائے اب خورشیدِ اسلام

فرہاد جناب مولوی احمد حسن صاحب رسولپوری رئیس قصبہ مہونہ

فضلِ رحمٰن گشت وصل باالٰہ دو جہان
بشمرِ اے فرہاد شد سالِ وصالِ و عیان

ولہ

ولیِ متقی سوے جنان رفت
زمانہ گشت خالی آہ صد آہ

نوشتم مصرعِ تاریخ فرہاد
کجا ئے فضلِ رحمٰنِ دل آگاہ

ولہ

دریغا کہ فرمود رحلت ز عالم
دلیلے کہ پیوست جانش بجانان

رقم کرد تاریخ فرہادِ غمگین
وحیدے دل آگاہ بد فضلِ رحمٰن

ولہ

آہ رفتہ از جہان شیخِ خدا بین
گشت دل اندوہگین و غمزدہ جان

گفت فرہاد از پئے سالِ وصالش
بندۂ آگاہ بودہ فضلِ رحمٰن

ولہ

وا دریغا رفت مولانا سوِ دارِ جنان
فضلِ رحمٰن عاشقِ شیدائے ختم المرسلین

گفتہ شد فرہاد ہجری سالہا چندین قیود
شام جمعہ بست و دو بود از ربیع اولین

ولہ

جب چلے دنیا سے مولانا تو ہاتف نے کہا　　صبر و حلم و شغل و عرفان بی سروپا ہوگئے
صلح و خُلق و علم و فضل و درس تدریس عطا　　سب اُوسی حالت سے ای فریاد یکجا ہوگئے
۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

فضل رحمٰن گئے سوے جنت　　نرہا تن کو تعلق جان سے
سال تاریخ عیان ہو فرہاد　　فضل رحمٰن جو ملے جانان سے
۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

ہو گیا انتقالِ مولانا　　ہاے افسوس مرد حق آگہ
صوری و معنوی ہی یہ تاریخ　　لو سُنو واے تیرہ سو تیرہ
۱۳۱۳ھ

ولہ

اَوْلِيَاءُ اللهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ حَمْلَةً
۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

شاد در خلد از جہان رفتہ　　فضل رحمٰن یگانۂ احد آہ
برنوشتم بچار سال جُدا　　چار مصراع غم کہ پُر جانکاہ
سمبت ۱۹۵۲　　[illegible] ۱۳۰۰ فصلی

ولہ

واے شد پیش خدا مولانا　　شہ بہ پابوس شہنشہ آمد
گفت رضوان بہ نویدِ مقدم　　فضل رحمٰن دل آگہ آمد
۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

کیا قیامت ہی کہ ناگہ خلق سے　　مقتدا ے دین و ایمان چل بسے
کھل گئے تھے جنسپہ را زِ نہ طبق　　وہ شہ اقلیم عرفان چل بسے
ہجرِ مولانا مین کہتا تھا ہر ایک　　بندۂ مقبولِ یزدان چل بسے
مجسے وقتِ فکر تاریخ وصال　　بولا ہاتف فضلِ رحمٰن چل بسے
۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

جناب فضلِ رحمٰن آوخ آوخ	زدنیا رفت و در جنت علم زد
بتاریخ وفاتش کلک فرہاد	چہ کامل فضلِ رحمٰن مُد رقم زد

۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

رفت مولانا ازین دارِ فنا	آہ آہ اے اہل عرفان آہ آہ
با دلِ پاکش نوشتم سالِ مرگ	مولوے فضل رحمٰن آہ آہ

۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

بزوال آمد آفتاب کمال	وائے از جور چرخ گردان وائے
کلک فرہاد سال او بنوشت	یک ولی بود فضل رحمٰن وائے

۱۳ ۱۳۱۳ھ

ولہ

ہزاران حیف چشم عاطفت از خلق پوشیدہ	خرامان شد سوِ فردوس شاہ فضلِ رحمٰن ہین
بسیر جنت الماوی خدا ایش گفت بار رضوان	جنان را زیب می بخشد نگاہ فضلِ رحمٰن ہین
گذشت از عرش مولانا عروج پایہ اش بنگر	سرِ ہفت آسمان سودہ کلاہ فضلِ رحمٰن ہین
اگر چشم حقیقت باشدت مشتاق نظارہ	بیا و بیش خالق عز و جاہ فضلِ رحمٰن ہین
چو میجوئی ز سالِ وصل آن دلدادہ سبحان	بہ اللہ ہست وہ اصل پایگاہ فضلِ رحمٰن ہین

۱۳۱۳ھ = ۱۲۴۷ + ۶۶

ولہ

ہر طرف دھوم مچی مولانا	جا کے جب خلد مین رضوان سے ملے
ہمہ دان تھے۔ پئے تاریخ وفات	فضل رحمٰن ہمہ دان سے ملے

۱۳۱۳ھ = ۱۰۵ + ۱۲۰۸

ولہ

مقتدائے دین جناب فضل رحمٰن جب گئے	لی جہان سے خلد کی رہ پاک ایزد سے ملے
سال ہجری یون لکھا مینے بطرز تعمیہ	فضل رحمٰن دل آ گئے پاک ایزد سے ملے

۱۳۱۳ھ = ۷۵ + ۹۰ + ۱۴۸

جہان سے ہاے وہ مقبول یزدان چل بنےگہ — وله — سرِ طاعت جھکا یا جنکے آگے اہلِ عرفان نے
عیان سالِ وفاتِ پاکِ مولانا ہو اگر ہو — لحد مین جا کے جسدم چین پایا فضلِ رحمن نے
۱۳۱۳ھ

وله

شد جنابِ فضلِ رحمن حیف زین دار فنا — آنکہ قربش قرب یزدان بود و چشمش دوربین
چون نظر داری بسالِ معنوی و لفظیش — سیزدہ را متصل با سیزدہ مسطور بین
۱۳ ۱۳ھ

وله

فرق جو دو جواد چون برخاست — سیزدہ بعد سیزدہ پیداست
در وفاتِ جنابِ مولانا — یادگارے بطرز نو از ماست

وله

گم شد اندر خداے مولانا — کہ نماندش سر وجود و شہود
گفت فریاد طرفہ تاریخش — سیزدہ شد بسیزدہ موجود

فریاد - جناب مولوی احتشام الدین صاحب مالک مطبع احتشامیہ مراد آباد

فضلِ رحمن مرشدِ اہلِ کمال — ہادیِ حق قدوۂ اربابِ علم
مستنیر از نور او قلبِ شیوخ — مستفیض از فیض او اصحابِ علم
عرض کن فریاد تاریخِ وصال — صاحبِ کشف و کرامت بابِ علم
۱۳ ۱۳ھ

ولها

حضرتِ فضل الرحمن با صفا — رفت ز دنیا سوِ دار النعیم
ظاہر او متبع حکمِ شرع — باطنِ او چشمۂ فیضِ عمیم
پنج فزون بود ز صد عمر او — بود نشان از علماے قدیم
خامۂ فریاد بسالش نگاشت — زندہ بدل فائز فوز عظیم
۱۳۱۳ھ

وله

فضل رحمٰن کہ شیخ کامل بود	شدہ واصل بقرب رب کریم
گفت سال وصال او فدا زد	کہ بیابد مقام فوز عظیم ۱۳۱۳ھ

فدا جناب منشی محمد فدا حسین صاحب ساکن سکیٹ ضلع ایٹہ

تعلّی کا ہی ساز و سامان آج	احد کی نظر آتی ہی شان آج
حجابِ دوئی اب کہان ہی فدا	کھلا جلوۂ فضل رحمان آج ۱۳۱۳ھ

ولہ

واصفِ اسم مقدس یہ زبان ہوتی ہی	فضل رحمن سے کرامات عیان ہوتی ہی
اصلِ اعداد لیے جائین کوئی صفر نہو	نئے انداز سے تاریخ بیان ہوتی ہی
نون کے پانچ عدد آٹھ ہین فے کے اعداد	پورے تیرہ کی تو میزان یہان ہوتی ہی
لام - رے - حے کے بھی اعداد نکالے تیرہ	جب مقابل لکھا تاریخ عیان ہوتی ہی
میم اور ضاد ملانے سے بناوہ کلمہ	جس کے اثبات سے نفی دو جہان ہوتی ہی ۱۳۱۳ھ
سال تولید و وفات اسم معلی نکلا	نفی و اثبات کی شکل ایک یہان ہوتی ہی
راز کی بات نکل آئی فدا ے محزون	چپ رہو اب نہ کہو روح طپان ہوتی ہی

لطفی - جناب منشی لطافت حسین صاحب جہان آبادی

پیر و مرشد فضل رحمٰن واصل حق ہو گئے	جنکی فرقت سے لگا سینے مین سبکے غم کا سہم
نام تاریخی ہی لطفی اب شمار عمر مین	آپ کی رحلت سے ہین سب بے سروپا عقل و فہم

جناب منشی محمد شمس الدین صاحب ساکن ضلع کویمبتور تعلقہ ستن سنگل کرکٹ پائی

فضلِ رحمٰن ولیِ کامل	چل بسے ہاے سوِ خلد برین
سال وصل اونکا لکھا مین نے یہ	ہی بجھا شمع شبستان دین ۱۳۱۳ھ

ولہ

فضل رحمٰن ولیِ حق آگاہ	ہو گئے رہگرای ملک بقا

ہوئی اِس حادثے کی یہ تاریخ   آج ہی ہی چراغِ دین بجھا

محفوظ۔ جناب منشی محفوظ اللہ صاحب ساکن سوان ضلع ایٹہ

شدہ چون پیرِ ما واصل الی اللہ   زفوتِ او بعالم شور و غل شد
رقمزد خامۂ محفوظِ غمگین   کہ تاریخش چراغ ہند گل شد

مہر۔ جناب رائے درگا پرشاد صاحب تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ سندیلہ ضلع ہردوئی

فضلِ رحمٰن آسمانِ علم و دین را آفتاب   گشت چون در گوشۂ ملکِ عدم خلوت گزین
شد جہان تاریک بی نورِ وجودِ آنجناب   چرخ اشکِ حسرت و غم ریخت بر روے زمین
وہ چہ خوش ذاتِ مبارک بود فخرِ روزگار   از وجودش شد زمین محسودِ افلاکِ برین
عالم و علامۂ عصر و وحیدِ روزگار   واقفِ رازِ خفی و ماہرِ اسرارِ دین
انتخابِ نسلِ انسان گوہرِ دریای فیض   سالکِ راہِ طریقت حامیِ شرعِ مبین
مرجعِ ہر کیش و ملت ملجاِ ہر خاص و عام   معدنِ فیض و فتوت سر بسر خُلق گزین
بر درِ والاش آمد یکجہان را سر فرو   عالمے از خرمنِ افضال وشد خوشہ چین
بود ذاتِ پاکِ او مقبولِ دلہای جہان   باز در عالم نزاید مادرِ گیتی چنین
بے سر زحمت پے سالِ وفاتِ عیسوی   مہر مے گوید غروبِ آفتابِ علم و دین

مسیحا۔ جناب ملک محمد بہار خان صاحب فرخ آبادی ڈاکٹر شفاخانۂ بلگرام

فضلِ رحمٰن واصلِ حق   عاشقِ نامِ ربِ جلیل
صدق مین وہ صدیق مثال   عدل مین وہ فاروقِ عدیل
مثلِ عثمان شرم و حیا مین   خُلق مین وہ مانندِ خلیل
مثلِ حیدر بذل و سخا مین   اسمین نہین کچھ قال و قیل
معتقدون کو چھوڑ کے تنہا   خلد مین جاکے ہوئے وہ نزیل
کوئی ہی بسمل کوئی سسکتا   تیغِ الم کا ہر اک ہی قتیل

سال مسیحا نے یہ لکھا　　مرشد کامل کی ترحیل

ولہ

فضل رحمٰن نماندہ وا اسفا　　تیرہ گشتہ جہان مسیحا آہ
از لب چرخ این ندا آمد　　مظہر لا الٰہ الا اللہ

ولہ

فضل رحمٰن فقیہ و اہل حدیث　　از قضا در جہان نماندہ آہ
مصرع سال او مسیحا خواند　　عاشق سنت رسول اللہ

ولہ

فضل رحمٰن نے کیا خلد کا دنیا سے سفر　　دستگیر اب کوئی درماندوں کا باقی نہ رہا
مصرع سال مسیحا نے لکھا روز وصال　　آج برباد ہوا ملک شریعت ای وا

مخلص - جناب محمد عبد الجلیل صاحب مظفر پوری

القطعۃ الاولی

آہ آن پیشوائے اہل یقین　　بہر اہل سلوک ہادی راہ
عالم و عارف و تقی و نقی　　عابد و زاہد و خدا آگاہ
اہل کشف و خوارق عادات　　پردہ دار حریم الا اللہ
فضل رحمٰن کہ بود در ہمہ حال　　عاشق سنت رسول اللہ
داشت شان مجددی در فقر　　با شریعت طریقتش ہمراہ
شرح اوصاف وہم کمالاتش　　نیست مقدور ہیچو ما حاشاہ
در ثنائیش نکردہ ام اطرا　　صدق قول مرا خدا است گواہ
قصہ کوتہ ز دار فانی رفت　　سوے گلزار خلد یا اسفاہ
مرقدش باد مہبط انوار　　تا بروز نشور یا ربّاہ

سال تاریخ حسب حال چو جست ‏ — ‏ مخلص خستہ از دل اوّاہ
ملہم غیب کردہ الہامش ‏ — ‏ عاشق سنّت رسول آلہ (۱۳۱۳ھ)

القطعة الثانيه

جناب فضل رحمن غوث دوران ‏ — ‏ کہ نتوان شرح اوصاف کمالش
نمودہ بزم فردوس برین را ‏ — ‏ منور چون زانوار جمالش
ز بسیاری غم در فرقت او ‏ — ‏ غم بسیار شد سال وصالش (۱۳۱۳ھ)

القطعة الثالثه

فضل رحمن کہ عاشق حق بود ‏ — ‏ روی روشن چو زیر خاک نہفت
ہاتف غیب سال تاریخش ‏ — ‏ دوستدار خدای پاک بگفت (۱۳۱۳ھ)

القطعة الرابعه

ای دریغا مجمع بحرین علم و معرفت ‏ — ‏ غوث عالم فضل رحمن قبلۂ ارباب دین
چون ازین دار فنا شد سوی گلزار جنان ‏ — ‏ جست تاریخ وصالش مخلص از روح الامین
گفت روز و ماہ و سال آن بروز جمعہ بود (۲۲ ۵) ‏ — ‏ وای بست و دوم از ماہ ربیع اولین (۱۳۱۳ھ)

القطعة الخامسه

جہان مین ہی کیا آج یہ شور و افغان ‏ — ‏ ہر اک شخص ہی کسکے غم مین پریشان
خلائق مین کیسی یہ کھلبل مچی ہی ‏ — ‏ کہ ہین جس سے آثار محشر نمایان
گھٹا غم کی ہر سمت کیون چھا رہی ہی ‏ — ‏ برستا ہی کیون ہر طرف یاس و حرمان
جو پوچھا دل زار سے مین نے مخلص ‏ — ‏ بتا دے مجھے تو ہی یہ سرّ پنہان
سنبھالے سنبھلتا نہین ہی تو کیون آج ‏ — ‏ ہی آنکھون سے کیون موجزن بحر عمّان
تڑپکر کہا اوسنے مجھسے کہ اب تک ‏ — ‏ نہین تجکو معلوم کمبخت نادان
جہان سے وہ غوث زمان چلبسے آج ‏ — ‏ جو تھے اوج عرفان کے مہر درخشان

مسلم تھی عالم مین جنکی ولایت	کرامات تھی ذات پر جنکی نازان
دعاؤن سے تھین جنکی وابستہ ہردم	ہزارون کی امیدین لاکھون کے ارمان
جو پھر نام وسال وصال اوس سے پوچھا	کہا روکے یون چل بسے فضل رحمٰن ۱۳۱۳ھ

القطعة السادسه

حضرت شاہ فضل رحمٰن آہ	جن سے پر نور تھا چراغ ہند
کہا ہاتف نے اونکا سال وصال	آہ اب بجھ گیا چراغ ہند ۱۳۱۳ھ

وله

چو واصل شد بہ جانان فضل رحمٰن ۱۳۰۵	ہم از وے گشت تاریخش نمایان

وله

آن افضل برگزیدگان یزدان	محبوب خدا جناب فضل رحمٰن
در داکہ شد از جہان وبہر تاریخ	اِخْتَارَهُمُ اللهُ ندا ز در رضوان ۱۳۱۳ھ

وله

آن غوث زمانہ شاہ فضل رحمٰن	در داکہ نمودہ از جہان نقل مکان
چون افضل عارفان گیتی بودہ است ۱۳۱۳ھ	تاریخ وصال ہم از وگشتہ عیان

وله ایضاً

آن گل گلزار علم ومعرفت	فضل رحمٰن مقتدائے شیخ وشاب
چون نسیم آسا بہ بستان جنان	رفت وشد معمورۂ عالم خراب
حضرت مولائے ما احمد میان	کان بود پور سعید آنجناب
جانشین وصاحب سجادہ اش	گشت وباغ فقر را افزودہ آب

بلبل طبعم بہ سالش نغمہ زد
گشتہ ایدون جانشین گل گلاب ۱۳۱۳ھ